ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
دسمبر 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 12

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے (آل عمران:105)

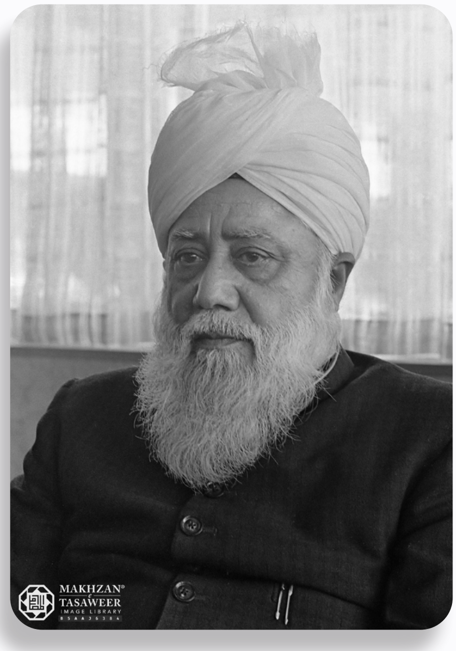

آپ کی روح، ذہن اور تخیّل میں خدا ہی خدا ہو

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا افتتاحی خطاب دعاؤں پر مشتمل ہوتا تھا۔
جنہیں بعد ازاں ”جلسہ سالانہ کی دعائیں“ کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع بھی کیا گیا۔
انہی دعاؤں میں سے ایک اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔

”ہماری یہ دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کے متعلق جو دعائیں کی ہیں اپنی جماعت کے اس حصّہ کے لئے جو یہاں آنے والے ہیں یا نہیں آنے والے اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں وہ ساری دعائیں قبول فرمائے اور ان کا ہمیں وارث بنائے اور آسمان سے فرشتوں کے نزول کے ساتھ ہماری نصرت اور مدد فرمائے اور اسلام کا یہ قافلہ زیادہ تیزی کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے ہم وارث ہوں ہماری عقلوں میں پہلے سے زیادہ جلا پیدا ہو ان میں نور پیدا ہو اس کائنات کو سمجھنے کے بعد ہر دو جہان کو معلوم کر لینے کے بعد اس کی ماہیت اور کیفیت اور حقیقت کیا ہے اور رب العالمین کے بے شمار فضلوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لینے کے بعد ہمارے دلوں میں جس قدر محبّت اور پیار پیدا ہونا چاہئے ہمارے پیدا کرنے والے رب کے لئے اس سے کم نہ پیدا ہو کسی صورت میں اور ہماری ہر روح اور ہمارا ہر دل اور ہمارا ہر فرد اپنی اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق خدا کی محبت سے بھر جائے اور لبریز ہو جائے اور overflow کر جائے اور خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس کثرت سے نازل ہوں کہ آپ کو اپنے وجود کا بھی احساس باقی نہ رہے اور آپ کی روح اور آپ کے ذہن اور آپ کے تخیل میں خدا ہی خدا ہو اور باقی ہر چیز لاشئے محض اور نیستی محض ہو۔ خدا کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے پیار کو اس رنگ میں اور اس کی رحمتوں کو اس طور پر حاصل کرنے والے ہوں کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے“۔ (افتتاحی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ 1976ء)

امسال جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 23 تا 25 دسمبر 2022ء منعقد ہو رہا ہے جس کے اختتامی اجلاس سے
سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرمائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

یونہی ایام پھرا کرتے ہیں باری باری

ہر سال کے آخر پر دسمبر کا مہینہ خوشی اور اُداسی کا ملا جُلا ایک پیغام لے کر آتا ہے۔ گھر سے باہر دیکھیں تو درختوں کی شاخیں خزاں کا شکار ہو کر سرد موسم کا مقابلہ کر رہی ہوتی ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں اور وادیاں برف کا لبادہ اوڑھ چکی ہوتی ہیں۔ پرندے اور جانور گرم جگہوں میں رُوپوش ہوجاتے ہیں۔ لوگ بھی عموماً سرِ شام گھروں میں انگیٹھیوں کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ تاپ رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں دنیا کا ایک بہت بڑا طبقہ نئے سال کا استقبال کرنے کی تیاریوں میں بھی مصروف ہوتا ہے اور یہ ماحول غالب آ کر اُداسی کی کیفیت کو بہت حد تک زائل کر دیتا ہے۔ نئے سال کے استقبال کی یہ تیاریاں اس قدر زور پکڑ جاتی ہیں کہ حضرت انسان اِن میں کھو کر بھول ہی جاتا ہے کہ یہ اپنے محاسبہ کا بھی وقت ہوتا ہے۔ سالِ نَو اگر خوشی کا نشان ہے تو جانے والا سال جاتے جاتے یہ سوال کر رہا ہوتا ہے کہ ذرا سوچو تو سہی کہ تم نے اس گزرے سال کے دوران کیا کھویا اور کیا پایا؟ اسی طرح آنے والے سال کے دوران تم نے اپنی گزشتہ کوتاہیوں کی کیسے تلافی کرنی ہے اور کن اچھی باتوں کو اختیار کرنا ہے تاکہ تم ترقی کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ قرآنِ کریم ہمیں ہدایت فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور تم میں سے ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ (الحشر: 19)

جماعت احمدیہ میں بھی دسمبر کے ان دنوں کا انتظار سارا سال رہتا ہے کہ اس کے آخری عشرہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا جاری فرمودہ جلسہ سالانہ ہوا کرتا ہے۔ پاکستان میں ہونے والے جلسہ سالانہ کی حاضری لاکھوں تک پہنچ گئی تھی جس کے لئے بہت بڑے پیمانے پر تیاریاں ہوتیں جو دسمبر کا مہینہ شروع ہوتے ہی عروج پر پہنچ جاتیں۔ ربوہ میں ہر طرف گہما گہمی نظر آنے لگتی، اس چھوٹے سے شہر کو غریب دلہن کی طرح سجایا جانے لگتا۔ پھر جلسہ کے دن آتے تو پاکستان کے کونے کونے اور دنیا کے دور و دراز ملکوں سے آئے ہوئے مسیحِ محمدی کے پروانے اپنے امام کی اقتداء میں دعائیں کرتے، عبادات بجالاتے، مؤمنانہ اخوّت کا منظر پیش کرتے، اپنے سینوں اور قلب و روح کو علم و معرفت سے سیراب کرتے ہوئے رگ و ریشہ میں رَچ بَس جانے والی عاشقانہ کیفیت سے سرشار ہو کر اپنے گھروں کو لَوٹتے۔ لیکن افسوس کہ 1983ء کے بعد حکومتِ پاکستان کی طرف سے لگائی جانے والی پابندی کے نتیجہ میں ربوہ کی فضاؤں کو یہ روحانی ماحول میسّر نہیں۔ لیکن ہر احمدی کا دل اس یقین سے پُر ہے کہ یہ پابندیاں اگرچہ بہت شاق ہیں مگر عارضی ہیں اور بہت جلد ظلم وستم کے یہ بادل چھٹ جائیں گے جیسا کہ امامِ زمانہ فرما چکے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کے صحیفۂ قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو آسمان پر تیاری کی جاتی ہے۔ یہی اس کا نشان ہے کہ یہ تیاری کا وقت آ گیا ہے۔ سچے نبی و رسول و مجدّد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے اور ضرورت کے وقت آوے۔ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو؟ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کیا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حُجروں میں بیٹھ جائیں تب بھی کام ہو جائے گا اور دجّال کو زوال آجائے گا۔ تِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ۔ (یعنی اس طرح دن آپس میں پھرا کرتے ہیں، ناقل) اس کا کمال بتاتا ہے کہ اب اس کے زوال کا وقت قریب ہے۔ اس کا اِرتفاع ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ نیچا دیکھے گا۔ اس کی آبادی اس کی بربادی کا نشان ہے۔ ہاں ٹھنڈی ہوا چل پڑی۔ اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی کے ساتھ ہوتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 359 طبع 2018ء)

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جمادی الاوّل 1444 ہجری قمری | دسمبر 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 12 | فتح 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: ہمارا تاریخی ورثہ
06	نظم: دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو
07	خطبہ جمعہ: اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ
16	منظوم کلام: اہلِ وقفِ جدید
17	دفتر اطفال وقفِ جدید
20	حاصلِ مطالعہ: رنگوں کی تاثیریں
22	تعارف کتب: ’’مسیح کی آمدِ ثانی‘‘
23	’’وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں‘‘
25	پاکستان میں معصوم احمدیوں پر ظلم وستم
26	ماہ دسمبر تاریخ کے آئینہ میں
27	حدیثِ مجدّدین پر ایک نظر
30	تاریخ جرمنی
31	محترم چودھری عبداللطیف صاحب کی خدمات
34	جماعتی سرگرمیاں: نَو واردانِ جامعات کے لئے اِستقبالیہ
35	جرمنی کے احمدی وکلاء اور قانون کے طلبا کا برلن میں دو روزہ سمپوزیم
38	ایک بلند ہمّت خاتون
39	Bad Hersfeld میں مسجد بیت اللطیف
41	دلچسپ سائنسی خبریں: ’’محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی‘‘
42	ادبی صفحہ: مثنوی قادر نامہ
43	ملکی و عالمی خبریں
44	اللہ رے ذوقِ دشت نَوردی
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات و دعائے مغفرت)

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

17

23

04

40

07

25

31

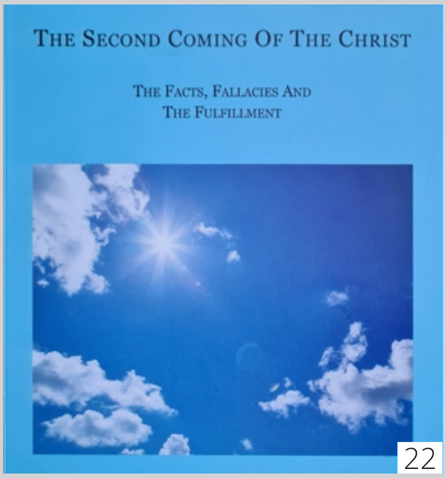

22

43

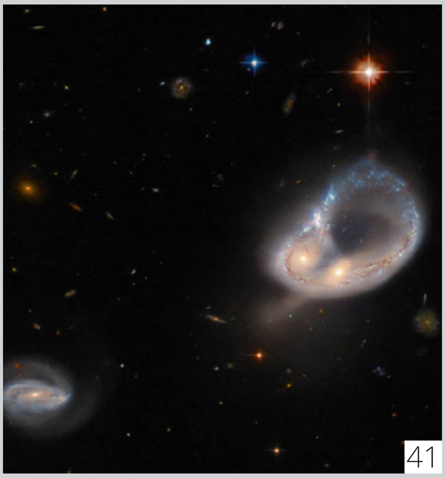

41

44

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

قال اللہ جلّ جلالہٗ

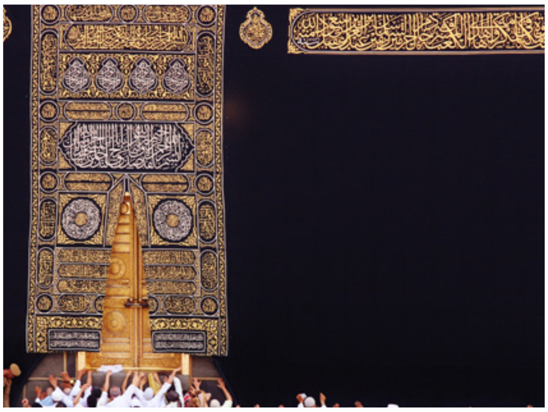

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

(اٰل عمران:105)

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟

قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ)

حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی اور خلوص (کا نام) ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لیے اور اس کی کتاب کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں اور ائمّہ اور ان کے عوام کے لیے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دینِ اسلام کے لیے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوت حق کریں تا حجّت اسلام روئے زمین پر پوری ہو لیکن اس ضعف اور قلّتِ جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 339، ایڈیشن 2019ء)

ہمارا تاریخی ورثہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کی اشاعت کے لیے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں کی بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جب تک کہ خداتعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سوائے لوگو اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خداتعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو‘‘۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 31)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے ... اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا اور ہر قسم کے لوگ اس کی خدمت کے لئے جمع ہو گئے۔ یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے خداتعالیٰ نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے اور اسی کے ذریعہ سے یہ کام ہو گا‘‘۔

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 293)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’مَیں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں۔ وہ صدر انجمن یا تحریک جدید کے ملازم نہ ہوں بلکہ اپنے گزارہ کے لئے وہ طریق اختیار کریں جو مَیں انہیں بتاؤں گا۔ اور اسی طرح آہستہ آہستہ دنیا میں نئی آبادیاں قائم کریں اور طریق آبادی کا یہ ہو گا کہ وہ حقیقی طور پر تو نہیں ہاں معنوی طور پر ربوہ اور قادیان کی محبّت اپنے دلوں سے نکال دیں اور باہر جا کر نئے ربوے اور نئے قادیان بسائیں۔ ابھی اس ملک میں کئی علاقے ایسے ہیں، جہاں میلوں میل تک کوئی بڑا قصبہ نہیں۔ وہ جا کر ایسی جگہ بیٹھ جائیں اور حسبِ ہدایت وہاں تبلیغ بھی کریں اور لوگوں کو تعلیم بھی دیں، لوگوں کو قرآنِ کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کریں جو آگے اور جگہوں پر پھیل جائیں۔ اس طرح سارے ملک میں وہ زمانہ دوبارہ آ جائے گا جو پرانے صوفیاء کے زمانے میں تھا‘‘۔ (خطبات وقفِ جدید صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’وقفِ جدید کے لئے جو مَیں نے اب ایک نیا باب کھولا ہے وقفِ جدید اس کے لیے کوشش کرے اور جماعت کے لیے مَیں دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا کریں کہ آپ کو یہ توفیق ملے کہ ہر جماعت اس قسم کے آدمی بھیجے یہ سنت نبویؐ بھی ہے کہ اس قسم کے وفود کو آپ تربیت دیا کرتے تھے۔ یہ ہمارا تاریخی ورثہ ہے۔ میں کوئی نئی چیز آپ کے سامنے نہیں رکھ رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر علاقے اور ہر قبیلے کے لوگ آ کر دین سیکھتے، قرآن کریم کا علم حاصل کرتے اور واپس جا کر دوسروں کو سکھاتے تھے ہم اسے کیوں بھول گئے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ بہرحال دنیا کی ضرورت نے مجبور کیا اور یہ چیز نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آ گئی ہے اور دعاؤں کے بغیر ہمیں اس کی توفیق نہیں مل سکتی‘‘۔ (خطبات وقفِ جدید صفحہ 205)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’شروع شروع میں یہ تحریک بہت معمولی دکھائی دیتی تھی۔ آغاز بھی غریبانہ تھا اور چال چلن بھی غریبانہ۔ دیہات کے ساتھ اس کا تعلق تھا اور دیہاتی معلّمین جو اس تحریک کے تابع خدمت پر مامور تھے ان کا ماہانہ گزارا بھی بہت ہی معمولی بلکہ اتنا معمولی کہ ایک عام مزدور سے بھی بہت کم تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی قناعت کے ساتھ اور بڑی خوش خلقی کے ساتھ انہوں نے ہر گزارے پر گزارا کیا اور خدمتِ دین میں بہت جلد جلد آگے بڑھنے لگے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر وقفِ جدید کا سالانہ بجٹوں کا ریکارڈ باقی اس قسم کی دوسری تمام انجمنوں کے اداروں یا تحریکات سے آگے نکل گیا اور لمبے عرصے تک وقفِ جدید بجٹیں کروانے کے میدان میں اوّل رہی‘‘۔

(خطبات وقفِ جدید 361)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’وقفِ جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت، اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّاماشاءاللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقفِ جدید میں شامل کریں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 7؍ جنوری 2005ء، خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 9)

دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بِسارو
کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گذارو
دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کتابِ رحماں سِکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں اِن سے ملے ولایت
یہ نور دِل کو بخشے دِل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اِعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صِدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(انتخاب از درثمین 'محمود کی آمین')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ۔ (البقرۃ:266)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لیے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش میں خرچ کرنے کی حالت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی راہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ دوسرے اپنی قوم اور اپنے مشن کو مضبوط کریں۔ اس زمانے میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے اور آپؑ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے جان، مال اور وقت قربان کریں۔ ہر زمانے میں اور ہر قوم میں آنے والے انبیاء اپنے ماننے والوں کو مالی قربانی کی تلقین کرتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا ہے کہ تمہیں دین کی خدمت کے لیے دین کی راہ میں اپنے مال کا کچھ حصہ دینا چاہیے تبھی حقیقی ایمان کا پتہ چلتا ہے اور مومن یقیناً دین کی خاطر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور ان قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو یہ کہ ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے۔ ہمارے نفس کو ثبات عطا ہو۔ ہم اپنے ایمان اور ایقان میں مضبوط ہوں۔ ہماری قوم ترقی کرنے والی ہو۔ ہم جس حد تک ممکن ہے اپنے مال سے بھی کمزوروں کو مضبوط کریں۔ جس مقصد کے لیے ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے اسے ہم حاصل کرنے والے بنیں۔

پس ایسے لوگ نفسانی سوچوں سے بالا ہو کر سوچتے ہیں۔ ان کا نفس انہیں قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور پھر وہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی قربانیاں قبول فرماتا ہے۔ انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے، ہماری نیتوں کو جانتا ہے، اس لیے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا چھوٹی۔ بڑی رقم دی ہے یا تھوڑی بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کے مطابق اجر دیتا ہے اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والوں کی مثال دو طرح کی ہے۔ ایک وَابِل کی یعنی موٹے قطروں والی تیز بارش کی اور دوسرے طَلّ کی یعنی کمزور ہلکی بارش بالکل پھوار جیسے پڑتی ہے یا شبنم کی۔ زیادہ کشائش رکھنے والا تو دین کی خاطر بہت خرچ کرتا

تمہیں دین کی خدمت کے لیے دین کی راہ میں اپنے مال کا کچھ حصہ دینا چاہیے

ہے یا کر سکتا ہے لیکن غریب آدمی یہ حسرت رکھ سکتا ہے اسے خیال آ سکتا ہے کہ یہ تو خرچ کر کے مالی قربانی میں بڑھ رہا ہے، امیر آدمی بڑی بڑی رقمیں دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن رہا ہے اور اس کا قرب حاصل کرنے والا بن گیا ہے یا بننے کی کوشش کر رہا ہے یا بن جائے گا۔ میرے پاس تو معمولی رقم ہے میں کس طرح اس کے برابر پہنچ سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح زرخیز زمین کو تھوڑی بارش یا شبنم سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے اسی طرح کشائش نہ رکھنے والے کی تھوڑی قربانی

قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو یہ کہ ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے

طلّ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ بھی جو تھوڑی قربانی ہے پھل پھول لانے میں کم کردار ادا نہیں کرے گی۔ قربانیوں کا پھل تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے، ہر عمل کو پھل تو اللہ تعالیٰ نے لگانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے حالات اور تمہاری نیتیں جانتا ہے اس لیے وہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کو بھی دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر پھل لگائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ کس طرح ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے اس میں سے ایک درہم کی قربانی کر دی اور ایک شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی دی۔

(سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جھد المقل حدیث 2528)

اس کی ایک لاکھ درہم کی قربانی اس کی دولت کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ تو نیتوں کو پھل لگاتا ہے اور اس عمل کو پھل لگاتا ہے جو ان حالات میں کیے جاتے ہیں۔غریب کی بھی تسلی فرمادی کہ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ تھوڑی قربانیاں بھی جہاں تمہارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والی ہیں وہاں جماعت کی مضبوطی کے بھی سامان کرتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک جذبہ سے دی ہوئی قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہمارے ہر عمل پر نظر ہے پس اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اس کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ بن جائے تو پھر ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث ٹھہرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تو زیادہ تر آپؑ کے ماننے والے غریب لوگ تھے لیکن قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تعریف میں فرمایا کہ ''مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں۔ مگر ان کے لاانتہا اخلاص اور ارادت سے، محبّت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں، ان دنیوی لذات کے دلدادوں کو اس لذت کا علم ہو جائے تو اس کے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں''۔(ملفوظات جلد 10 صفحہ 307-306)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ''ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبّت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبّت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں''۔(ملفوظات جلد 10 صفحہ 334)

پس وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار ایسا ہے جس کے عملی اظہار آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں ہمیں نظر آتے ہیں بلکہ اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے، ابھی ان کی تربیت کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق سے محبّت کا تعلق اور خلافت سے وفا اور اخلاص کا معیار ایسا ہے کہ جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دشمن بھی تعجب میں ہے کہ یہ کیا چیز ہے جس نے ان میں یہ تبدیلی پیدا کی ہے۔ یہ ان پر یقیناً اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک طبیعت اور سعادت مندی کو دیکھ کر ان پر فرمایا ہے۔

اس نیک طبیعت اور نیک فطرت اور بیعت کا حق ادا کرنے کا اظہار اور خلیفہ وقت سے وفا کے تعلق کے اظہار ان لوگوں کے قول و فعل سے ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔

آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے

کیونکہ انہیں یہ ادراک حاصل ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے۔

یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کے لیے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

> **اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے، ہماری نیتوں کو جانتا ہے، اس لیے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا چھوٹی**

مالی قربانی کا ذکر ہو رہا ہے تو اس حوالے سے میں چند واقعات بھی پیش کرتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانی کر کے اپنے ایمان اور یقین کا اظہار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ایمانوں کو کس طرح ثبات بخشتا ہے۔

سیرالیون افریقہ کا ایک علاقہ، اس کے بھی ایک دُور دراز علاقے میں ایک شخص ہے اس کے بارے میں وہاں کے لوکل مشنری بیان کرتے ہیں کہ وہ دورے پر گئے تو مہینے کا آخر تھا۔ وہاں ایک جماعت کے احباب کو وقفِ جدید کی طرف توجہ دلائی۔ لوگ مسجد میں موجود تھے

> **اللہ تعالیٰ تمہارے حالات اور تمہاری نیتیں جانتا ہے اس لیے وہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کو بھی دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر پھل لگائے گا**

انہیں اس طرف توجہ دلائی تو وہاں کے امام شیخ عثمان نے جو رقم چندہ کے لیے جمع کی ہوئی تھی وہ دی اور یہ کہا کہ ہم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے اور ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنا ٹارگٹ اور وعدہ پورا کریں۔ اس وقت تو کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہیں ہے۔ بہرحال معلم کو انہوں نے کہا کہ دعا کرا دیں۔ لوکل مشنری بیان کرتے ہیں مَیں نے دعا کرائی اور سب نے اونچی آواز میں آمین کہا۔ پھر میں واپس موٹر سائیکل پر بیٹھ کے اپنے مشن ہاؤس آ گیا۔ کہتے ہیں ابھی مَیں مشن ہاؤس نہیں پہنچا تھا کہ اسی امام کا مجھے فون آیا کہ میں آپ سے ملنے مشن ہاؤس آ رہا ہوں۔ میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو میں وہاں سے آ رہا ہوں ابھی فون بھی آ گیا ہے۔ جب وہ لوکل امام میرے پاس پہنچا تو کہتے ہیں کہ ہم نے جو دعا کی تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک میرا رشتہ دار آیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کے اس نے ایک لاکھ لیون میرے ہاتھ پہ رکھ دیے اور کسی معاملے میں مجھے بھی دعا کے لیے کہا۔ کہتے ہیں یہ دیکھ کے میں نے وہیں اللہ اکبر کے اونچے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ وہ بندہ بڑا حیران ہوا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ ہمارے وقفِ جدید کے چندے کا ایک وعدہ تھا اس میں کچھ رقم رہ گئی تھی۔ ابھی ہم دعا کر کے فارغ ہی ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیج دیا اور یہ رقم مجھے بھیج دی اور اس امام شیخ عثمان نے وہ ساری رقم جو ایک لاکھ لیون کی تھی وہ فوری طور پر آ کے وقفِ جدید کے چندے میں جمع کروا دی۔ وہ رقم ان کے لحاظ سے بہت بڑی تھی گو کہ ہمارے لحاظ سے ان کی رقم بہت تھوڑی بنتی ہے۔ اگر اس کو convert کریں تو صرف ساڑھے چھ پاؤنڈ بنتے ہیں لیکن ان کی یہ بہت بڑی قربانی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہے۔ یہ ان کا اخلاص ہے کہ ضرورت اپنی بھی ہے لیکن جو بھی رقم آئی اپنے پاس نہیں رکھی وہ فوری طور پر آ کے جمع کروا دی اور یہی وہ مثالیں ہیں جہاں ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے پیار کی نظر ڈالی ہو گی۔

پھر دیکھیں کہ قربانی کے یہ معیار ایک جگہ نہیں، مردوں میں نہیں عورتوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔

چاڈ ایک ملک ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مخلص جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ جماعت چاڈ کی اکثریت نومبائعین کی ہے۔ وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ ایک ممبر خاتون اُمِّ ہانی ہیں۔ انہوں نے وقفِ جدید میں ستر ہزار فرانک کا وعدہ کیا۔ انتظام نہیں ہو سکا۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس اونٹ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں فروخت کر دیا اور وقفِ جدید کا وعدہ بھی ادا کیا اور باقی بچی ہوئی رقم اپنے پاس نہیں رکھی وہ بھی مختلف چندوں میں دے دی۔

پھر ٹوگو ایک اَور ملک ہے وہاں ایک احمدی ابراہیم ہیں۔ لوگوں کے جانوروں کو چَراتے ہیں۔ بکریاں وغیرہ چَراتے ہیں اور جو بھی آمد ہو اپنے حساب سے بڑی بڑھ چڑھ کر قربانی دیتے ہیں۔ وہاں انہوں نے وعدہ کیا اور پھر وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ قریب ہی دریا ہے، دریا سے ریت لے جائی جاتی ہے اور انہوں نے پھر یہ کیا کہ رات کو مزدوری کر کے ریت کے دو ٹرک بھرے اور اس سے جو آمد ہوئی وہ وقفِ جدید میں، چندہ میں دے دی۔ کیوں اتنی محنت کی اور پھر یہ ہے کہ اتنی محنت کے بعد کوئی رقم بھی صرف اس لیے اپنے لیے نہیں رکھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اب ان کو ادراک حاصل ہو گیا ہے۔

پھر مرد عورت یا بڑی عمر کے لوگوں کا سوال نہیں، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچوں کا بھی یہی حال ہے۔

بیلیز سینٹرل امریکہ کا ایک ملک ہے۔ ہزاروں میل کا یہاں سے فاصلہ ہے۔ وہاں کبھی خلیفۂ وقت نہیں گئے۔ سارے نئے احمدی ہیں لیکن سوچ ایک ہے۔ افریقہ کی سوچ ہو یا امریکہ کی یا جزائر کی یا ایشیا کی یہ ایک سوچ ہے اور یہ وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک بچہ چودہ سال کی عمر کا ہے اس نے تحریکِ جدید کا چندہ ادا کیا۔ اس کا ذکر مَیں نے یہاں

کر دیا۔اس پر لوگوں نے اس کو بڑی مبارک بادیں دیں اور کینیڈا سے کسی نے اس کو دو سو ڈالر تحفہ بھی بھیجا کہ یہ تم نے قربانی کی ہے تو میری طرف سے انعام۔اب اس بچے کا حال دیکھیں چودہ سال میں قدم رکھنے والا نوجوان بچہ ہے، یہاں ہو تو فوراً گیمیں خریدنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے اپنا سوشل سیکیورٹی کارڈ بنوانا تھا اس کے لیے مجھے تیس ڈالر کی ضرورت تھی اس لیے تیس ڈالر تو مَیں نے رکھ لیے باقی ایک سو ستر ڈالر جو ہیں مَیں پھر چندہ میں دے دیتا ہوں۔غریب گھرانے کا لڑکا ہے۔اس کو کہا بھی کہ یہ تم اپنے لیے رکھو، اپنے خرچ کے

ہیں لیکن یہ لوگ پڑھے لکھے لوگوں سے زیادہ دین کا ادراک رکھنے والے ہیں اور دل کے امیر ہیں۔

گنی کناکری ملک ہے۔ مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مالی سال کے آخری عشرے میں وقفِ جدید کی اہمیت اور اس کی برکات پر خطبہ دیا اور مَیں نے جو مختلف خطبات دیے ہوئے تھے ان کے اقتباسات بھی پیش کیے، جماعت کو مالی قربانی کی تلقین کی، توجہ دلائی۔ کہتے ہیں خطبہ کے اختتام پر ایک غریب مگر نہایت مخلص احمدی موسیٰ صاحب نے اپنی جیب میں موجود رقم تقریباً دو لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو فرانک گنی

پھر اللہ تعالیٰ ایمان میں بڑھنے کے بھی کس طرح سامان فرماتا ہے۔اس بارے میں ایک اور واقعہ ہے۔

گنی کناکری ایک ملک ہے وہاں کے ایک مخلص صاحبِ حیثیت احمدی الحسن صاحب بزنس کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے چندے کی رقم ایک لفافے میں ڈال کر اپنے ٹیبل پہ رکھی اور مصروفیات کی وجہ سے مشن میں نہ بھجوا سکا۔اچانک یاد آنے پر کہتے ہیں مَیں نے وہ رقم اپنے ڈرائیور کو دی اور اس کو مشن ہاؤس بھجوایا کہ جاکر چندہ ادا کر آؤ اور میں کسی کام کے سلسلہ میں باہر چلا گیا۔اسی اثنا میں جب باہر تھے تو ان کے ہمسائے کے دفتر میں آگ

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا

لیے رکھو۔اصرار بھی کیا لیکن اس نے بڑے اصرار سے وہ سب رقم چندہ میں دی۔اس بچے کا نام دانیال ہے۔یہ ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سوچ اس بچے میں ہمیشہ قائم رہے اور اس دنیا داری کے ماحول سے اللہ تعالیٰ اس بچے کو بچا کے رکھے۔

پھر جمیکا ایک اَور ملک ہے۔اور یہ جو ایک خادم کا ذکر کر رہا ہوں ان کا نام یٰسین صاحب ہے۔عرصے سے بے روزگار تھے۔گلیوں میں کوئی چھوٹی موٹی چیزیں بیچ کے، ٹافیاں چاکلیٹ وغیرہ بیچ کے گزارہ کرتے تھے لیکن اس حالت میں بھی ان کو فکر لگی ہوتی تھی کہ مَیں نے مالی

نکال کر وقفِ جدید میں ادا کر دی۔ جب مَیں نے ان سے استفسار کیا کہ بڑی رقم آپ نے دی ہے، گذشتہ سال بھی بڑی رقم دی تھی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگے کہ میرے دل میں خلیفۃ المسیح کی یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں نہیں رہ سکتیں۔ یا تو بندہ خدا سے محبت کرے یا پھر مال سے یہی وجہ ہے کہ مجھے جب موقع ملتا ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے عمل سے بھی اس کا اظہار ہو جائے۔ کہنے لگے کہ میرا ایمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا تو نہیں ہو سکتا کہ گھر کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

لگ گئی اور جل کر خاکستر ہو گیا۔کہتے ہیں مجھے فون آنے شروع ہو گئے کہ تمہارے دفتر میں آگ لگ گئی ہے تو جلدی سے میں وہاں پہنچا۔ پھر کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے، مَیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے والا بھی ہوں۔ کہتے ہیں لیکن اللہ کے نشان دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح مان رکھا کہ باوجود اس دوسرے دفتر کی دیوار ملحق ہونے کے میرا دفتر بالکل محفوظ رہا اور اس دفتر میں اس وقت کمپنی کی کثیر رقم بھی موجود تھی۔ دو دفاتر بلکہ ان سے ملحقہ جل گئے لیکن ان کا دفتر محفوظ رہا تو کہتے ہیں کہ مجھے فوراً یہ خیال آیا کہ

اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک جذبہ سے دی ہوئی قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہیں

قربانی کرنی ہے۔ وقفِ جدید کے چندے کا مَیں نے وعدہ کیا ہے اور سال ختم ہو رہا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک دن وہ شام کو دسمبر کے بالکل آخر میں مشنری کے پاس آئے اور کہا کہ آج چار سو جمیکن ڈالر مجھے آمدنی ہوئی ہے۔اس میں سے پچیس فیصد نکال کے اب مَیں سو ڈالر آپ کو وقفِ جدید کا چندہ دے رہا ہوں۔

پھر ایک غریب ملک کے احمدی کے اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت جذب کرنے کی غیر معمولی مثال دیکھیں۔لوگ کہتے ہیں یہ اَن پڑھ لوگ ہیں، غریب

کر سکوں لیکن یہ تو کر سکتا ہوں کہ جیب میں موجود سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور دعا کی درخواست بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا ایمان بھی عطا کر دے اور کہنے لگے کہ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جب سے مَیں نے مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔میرے ایمان میں بھی اضافہ ہونے لگ گیا ہے اور مَیں اپنے آپ میں ایک غیر معمولی تبدیلی پاتا ہوں۔ یہ ہے وہ سوچ اور ادراک جو بہت سے پڑھے لکھوں میں نہیں ہو گا۔

یہ یقیناً چندے کی برکت ہے۔ان لوگوں میں علم بھی ہے۔ یہ نہیں کہ علم نہیں ہے۔ کہتے ہیں اور ساتھ ہی میرا خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی طرف بھی گیا کہ یہ آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی بھی غلام ہے۔

بہرحال کہتے ہیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ادنیٰ غلام کو نقصان سے محفوظ رکھا۔

پھر ایک واقعہ، امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں ایک ریجن کی ہماری ایک جماعت کے معلم ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہماری جماعت سے ایک دوست سمبو با

(Sambou Bah) صاحب نے جب گذشتہ سال وقفِ جدید کے بارے میں میرا خطبہ سنا اور نئے سال کا جب اعلان ہوا اور جب مَیں نے واقعات بیان کیے تو انہوں نے پانچ سو ڈلاسی (Dalasi)ادا کر دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا کہ اس سال ان کی فصل دوگنی ہوئی تو انہوں نے وعدہ پانچ سو ڈلاسی کا کیا تھا، لیکن ادائیگی پھر انہوں نے ایک ہزار ڈلاسی کر دی۔ پھر کہتے ہیں ان کی زمینداری سے جو آمد تھی اس پر انہوں نے باجرے کے دس بنڈل زکوٰۃ دی تھی۔ اس سال ان کی آمد اتنی تھی کہ انہوں جماعت کا نام خلیفہ وقت کے سامنے آجائے اس لیے میں پیش کر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنوں۔

پھر جرمنی سے ہی ایک طالب علم ہیں انہوں نے پانچ سو یورو کا وعدہ لکھوایا۔ والدین نے کہا کہ تم یہ پانچ سو یورو کس طرح ادا کرو گے؟ انہوں نے کہا بہرحال میں کسی طرح کر دوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً اس طرح مل گیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے یونیورسٹی کی طرف سے فون آیا کہ ہم نے چالیس طالب علموں کا چناؤ کیا ہے جن کو یونیورسٹی کی طرف سے مالی سال کے اختتام پر جماعت یادگیر میں لوگوں کو توجہ دلانے کے لیے پہنچا تو وہاں ایک خادم کے پاس وہ گئے اور انہیں چندہ وقفِ جدید ادا کرنے کی بات کی تو ان موصوف نے کہا کہ اس وقت میری جیب میں صرف پندرہ سو ہیں جو کسی کو دینے کے لیے رکھے ہیں اور بہت ضروری دینے ہیں۔ آپ نے چندہ وقفِ جدید کا مطالبہ کر دیا ہے اب مَیں سوچ رہا ہوں کہ مَیں کیا کروں؟ اگر مَیں آپ کو چندہ ادا کرتا ہوں تو اس شخص کو کیسے ادا کروں گا اور ابھی فوری طور پر روپے کا مزید انتظام نہیں ہوسکے گا۔ کہتے ہیں لیکن بہرحال انہوں نے کہا کہ کوئی

اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے... کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے

نے پچاس بنڈل دیے۔ اسی طرح مونگ پھلی پر بھی شاید دو بورے زکوٰۃ ادا کی اور کہتے ہیں کہ وہ احمدی احباب جو چندے میں باقاعدہ ہیں ان کی فصل پہلے سے بہتر ہوئی اور غیر احمدی احباب بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں کوئی تو بات ہے کہ جب بھی ان کے افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی فصلوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

پھر صرف افریقہ کے یا بعض غریب ملکوں کے احمدی اور نومبائعین ہی نہیں بلکہ امیر ممالک کے مقامی لوگ جن کو ایمان نصیب ہوا ہے ان کی قربانیوں کی بھی مثالیں ہیں۔ وظیفہ دیا جائے گا۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بھیجو تا کہ تمہیں وظیفہ بھجوا دیا جائے۔ ایک ہزار یورو بھجوا رہے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھے دوگنا کر کے دے دیا۔

پھر یوکے کی بھی مثال ہے۔ بالہم جماعت سے صدر صاحب کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے ٹارگٹ میں کچھ کمی رہ گئی تھی۔ اضافی ادائیگی کر دی پھر بھی کچھ کمی تھی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگلے روز لوکل کونسل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں سروس چارجز کے حوالے سے خاصی رقم کا مطالبہ تھا اور مَیں ابھی اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے وقفِ جدید کی طرف سے بھی پیغام ملا تو مَیں نے بات نہیں۔ مَیں اپنا چندہ دیتا ہوں اور پندرہ سو روپے ادا کر دیے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دوسرے دن میں سیکرٹری وقفِ جدید کے ہمراہ ان کی دکان پر ملاقات کے لیے گیا تو موصوف نے اپنی جیبوں سے پیسے نکال کے باہر رکھے تو پیسوں کا ڈھیر لگ گیا۔ کہتے ہیں کل جب مَیں چندہ ادا کر کے گھر پہنچا ہوں تو مجھے بعض ایسی جگہوں سے روپیہ آ گیا جو پہلے رکا ہوا تھا، لوگوں نے میرے دینے تھے اور آج کئی ہزار روپے میرے پاس موجود ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی۔

یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کے لیے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا

جرمنی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت رویڈرز ہائم میں ان کو چندے کی تلقین کی کہ اپنا چندہ بڑھائیں اور کمی کو دور کریں تو وہاں صدر جماعت کی اہلیہ جرمن احمدی ہیں اور بڑی مخلص ہیں انہوں نے جب کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس جماعت کا بھی چندہ بڑھے اور یہ بھی اچھا چندہ دینے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو اس جرمن احمدی خاتون نے جو نومبائع تو نہیں تھی انہیں احمدی ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے انیس ہزار یورو ادا کر دیے۔ انہوں نے کہا یہ مَیں نے اپنی کار خریدنے کے لیے رکھے ہوئے تھے لیکن میرے دل میں اس قدر جوش پیدا ہوا ہے کہ ہماری پہلے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا اور اس کے اگلے روز ہی کونسل کا دوبارہ خط موصول ہوا اور معذرت کی اور انہوں نے لکھا کہ ہم نے جو خط تمہیں ڈیمانڈ کا بھیجا تھا وہ غلطی سے بھیج دیا تھا۔ ایڈجسٹمنٹ کرنے کے بعد تم نے ہمارا نہیں دینا بلکہ ہم نے تمہیں ایک رقم دینی ہے اور کہتے ہیں مَیں نے جو وقفِ جدید کا چندہ دیا تھا اس کی نسبت وہ رقم دس گنا زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان میں مضبوطی کے لیے بعض دفعہ اسے خود ہی لوٹا دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے فوری نوازنے کی ایک اَور مثال انڈیا کی ہے۔ انسپکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں وقفِ جدید کے پھر جو امیر لوگ بھی ہیں گو دنیا کی نظر میں وہ اتنے امیر تو نہیں لیکن جماعت کے لحاظ سے امیر ہیں۔ کیرولائی کے ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے دس لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ ان کی بیوی عیسائیت سے احمدیت میں آئی ہیں اور دعاؤں اور نمازوں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔ بڑی مخلص ہیں۔ موصیہ بھی ہیں بلکہ دونوں میاں بیوی موصی ہیں۔ کہتے ہیں ہم ان کے گھر گئے تو ان کی اہلیہ نے پانچ لاکھ روپے کا چیک کاٹ کے ان کو دے دیا۔ انسپکٹر نے کہا کہ آپ کے میاں پہلے ہی دس لاکھ دے چکے ہیں تو دوبارہ آپ بھی دے رہی ہیں تو اس خاتون کا جواب تھا

کہ ہمیں جو نعمتیں بھی ملی ہیں وہ چندوں کی برکتوں سے ہی ملی ہیں۔ اس لیے دل چاہتا ہے کہ بار بار چندہ دیتے رہیں۔ اسی کی برکت سے ہماری تجارت میں ترقی مل رہی ہے اس لیے ہم چندوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

پھر مالی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ''کائی'' شہر میں ہم نے جماعتی ریڈیو پر مالی قربانی اور وقفِ جدید کی اہمیت اور اس کے مقاصد کے موضوع پر پروگرام کیے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ جماعتوں کا دَورہ کیا تو حسبِ توفیق سب جماعتوں نے مالی قربانی میں کچھ نہ کچھ پیش کیا۔ ایک نومبائع نے بتایا کہ جب مَیں نے چندے کی تحریک کے بارے میں سنا تو میرے پاس نقد پیسے نہیں تھے کہ میں اللہ کی راہ میں پیش کر سکتا۔ پس میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی ضرور اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کو کچھ نہ کچھ پیش کروں گا اور باقیوں سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ مَیں جنگل میں نکل گیا اور مَیں نے کافی خشک اور پرانی لکڑیاں جمع کیں۔ پھر وہیں ان لکڑیوں سے کوئلہ تیار کیا اور پھر اپنے گاؤں لے آیا اور جب جماعت کا وفد دورے پر گیا تو انہوں نے بیس کوئلے کی بوریاں چندے میں پیش کر دیں۔ جو بھی اس غریب آدمی سے ہو سکا اس نے کیا۔ بہرحال ان کے لحاظ سے وہ پچاس ہزار فرانک کی تھیں اور کہتے ہیں کہ اب مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں نے بھی مالی قربانی میں حصہ لیا۔

پولینڈ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ سال کے آخر میں مربی صاحب نے چندہ وقفِ جدید کی تحریک کی تو کہتے ہیں میرے پاس تقریباً ایک سو زلوتی (Zloty) موجود تھے۔ یہ پولش کرنسی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن چھبیس تاریخ کو جلسہ قادیان بھی تھا اور میرا خطاب بھی انہوں نے سننا تھا۔ موبائل کا پیکیج ان کا ختم ہو رہا تھا تو خطاب کس طرح سنیں اور کہتے ہیں کہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی ضرور سنوں۔ کہتے ہیں بہرحال میں نے بیس زلوتی کا پیکیج کروا لیا اور اٹھائیس زلوتی فی کس کے حساب سے میں نے اپنا، بیٹے کا اور بیوی کا چندہ ادا کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہم باقی دنوں میں اب کچھ نہیں خریدیں گے اور گھر میں موجود چیزوں پر ہی گزارہ کریں گے لیکن دل میں یہ خواہش بھی تھی کہ اگر اَور زیادہ رقم ہوتی تو ہم اور دیتے۔ کہتے ہیں ہم نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا۔ کہتے ہیں 28؍دسمبر کو میں کام سے واپس آ رہا تھا تو ایک دوست نے میری کچھ رقم بارہ زلوتی دینی تھی۔ اس نے کہا مجھے یاد نہیں رہتا تھا اب آپ یہ لے لیں۔ گھر آ کر کہتے ہیں مَیں نے اکاؤنٹ دیکھا تو مختلف ذرائع سے پتہ نہیں کس طرح بارہ سو نوے زلوتی میرے اکاؤنٹ میں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ تین سال سے جس فیکٹری میں کام کر رہا تھا اس نے کیونکہ کبھی اضافی رقم نہیں دی تھی اس لیے چندہ وقفِ جدید کی وجہ سے یہ رقم میرے اکاؤنٹ میں آئی تھی اور اس طرح کہتے ہیں مجھے تیرہ سو زلوتی مل گئے۔ کہتے ہیں پھر مَیں نے تین سو زلوتی اَور چندہ دے دیا۔ پھر کہتے ہیں ایک اَور اللہ کا فضل اس طرح ہوا کہ میرا بیٹا جہاں کام کرتا ہے اس کی تنخواہ میں سال میں ایک دفعہ اکتوبر یا دسمبر میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سال اکتوبر میں ایک مرتبہ اس کی تنخواہ میں اضافہ ہو چکا تھا لیکن اکتیس دسمبر کو دوبارہ اس کی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو گیا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اس بات نے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ کیا۔

تنزانیہ کے ریجن شیانگا میں ایک جماعت ہے۔ وہاں کے نومبائعین آہستہ آہستہ مالی نظام میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دوست رمضان صاحب نے گذشتہ سال بیعت کی ہے۔ انہوں نے حسبِ استطاعت تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا چندہ لکھوایا اور سال کے اختتام سے قبل اپنے وعدے سے دوگنی ادائیگی بھی کر دی۔ اسی طرح ایک اَور موقع پر انہوں نے اپنی فیملی کی طرف سے ایک پلاٹ بھی جماعت کے نام کر دیا۔ گاؤں کے دوسرے لوگوں کے لیے جہاں وہ رہتے تھے یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ بعض نے ازراہِ مذاق ان کو کہا کہ یہ شخص تو اس طرح جلد بازی میں آ کر اپنا مال دین کی راہ میں ختم کر دے گا لیکن انہوں نے معلم کو بتایا کہ حقیقتاً جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہی انہیں مالی قربانی کی اہمیت اور اس کا مفہوم سمجھ میں آیا ہے۔ کہتے ہیں جب سے انہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی کرنی شروع کی ہے ان کے کام میں بہت برکت ہوئی ہے۔ لوگ کچھ بھی کہیں لیکن دراصل اس سال کے دوران انہیں مختلف جگہوں پر مزید پلاٹ خریدنے اور دو مکانات بنوانے کی توفیق ملی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے اور ایک پلاٹ جماعت کے نام کروانے کی برکت سے ہوا ہے۔

پھر سیرالیون کا واقعہ ہے کہ ایمان و اخلاص میں کس طرح نومبائع ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے ریجن پورٹ لوکو (Port Loko) کے مشنری جبریل صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت کو وقفِ جدید کے حوالے سے تحریک کی گئی۔ نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ نومبائعین کی جماعت ہے۔ اسی دوران ایک بڑی عمر کی نابینا عورت ایک بچے کا سہارا لے کر میرے پاس پہنچی اور کہا کہ میں نے کوئی وعدہ تو نہیں لکھوایا لیکن میں یہ دو ہزار لیون (Leone) وقفِ جدید کے چندہ کے لیے دینے آئی ہوں۔ لوکل مشنری نے کہا کہ آپ نے خود کیوں تکلیف کی، مجھے بلا لیتیں۔ مَیں خود آپ کے پاس چلا آتا۔ تو اس نے جواب دیا۔ بوڑھی عورت کا یہ جواب سنیں۔ غریب عورت ہے اور بظاہر اَن پڑھ ہے۔ کہتی ہے ایک تو میں تھوڑی سی رقم دینے آئی ہوں اور وہ بھی میں آپ کو اپنے گھر بلا کر دوں۔ مَیں تو سارا ثواب لینا چاہتی ہوں اس لیے خود چل کر دینے آئی ہوں۔

آئیوری کوسٹ کے ریجن سان پیدرو کے مبلغ کہتے ہیں کہ جماعت کے ایک ممبر کولی بالی صاحب ہیں۔ کہتے ہیں: موصوف نے رمضان میں مجھے فون کیا اور چندہ وقفِ جدید کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ کیا رمضان میں چندہ دینا یا اضافہ کرنا ضروری ہے؟ تو اس پر میں نے اسے کہا کہ رمضان میں آنحضرت ﷺ کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ یہی تھا کہ زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ اس کی

اہمیت کے بارے میں بتایا اور چندہ وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے متعلق بھی اس کو بتایا کہ کس طرح یہ اشاعتِ اسلام کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے اور بتایا کہ فرض تو نہیں لیکن اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ مالی تحریکات میں دورانِ رمضان حصہ لینا چاہیے۔ بہرحال اس پر موصوف نے جو پہلے ہی ہر ماہ بیس ہزار فرانک چندہ دیتے آ رہے تھے وعدہ کیا کہ آئندہ صرف ماہ رمضان میں ہی نہیں بلکہ ہر ماہ باقاعدگی سے اپنے گذشتہ لازمی چندہ کے ساتھ ساتھ تیس ہزار فرانک زائد رقم ادا کریں گے۔ زائد رقم خصوصاً وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کی مد میں دیا کریں گے اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ان شاءاللہ اس سال کے اختتام تک اس زائد رقم برائے چندہ وقفِ جدید کو مزید بڑھانے کی بھی کوشش کریں گے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے موصوف رمضان کے بعد سے تاحال ہر ماہ آغاز پر ہی خود فکر کے ساتھ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کرتے ہیں۔

یہ اشاعتِ اسلام کی بات ہے۔ اخراجات کی بات ہوئی ہے تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک سو ستاسی (187) مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے علاوہ افریقہ میں ایک سو پانچ (105) مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ اسی طرح ایک سو چوالیس (144) مشن ہاؤس قائم ہوئے جن کی اکثریت افریقہ میں ہے اور پینتالیس (45) مشن ہاؤس زیرِ تعمیر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں فوری طور پر ہم مشن ہاؤس بنا نہیں سکتے وہاں کرائے پر عمارتیں لی جاتی ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں سات سو اکتیس (731) مشن ہاؤسز اور مربی ہاؤس کرائے پر لیے ہیں۔ دوسرے ایشین ممالک میں بھی چھ سو بتیس (632) مشن ہاؤسز کرائے پر ہیں۔ تو بہرحال یہ بتا دوں کہ عموماً وقفِ جدید کے چندے کا اکثر حصہ افریقہ کے ممالک پر خرچ کیا جاتا ہے۔ مسجد کی تعمیر وغیرہ کی بات ہوئی ہے تو یہ کام بھی اتنا آسانی سے نہیں ہو جاتا۔ مخالفین کی مخالفت کا بھی ہر جگہ سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ سب کام جماعت کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جماعت کی ترقی کا وعدہ بھی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد بھی شامل حال رہتی ہے۔

کونگو کنشاسا کا ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں باندندو (Bandundo) ریجن میں ایک جگہ جماعت کو قائم ہوئے دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ وہاں سنی مسلمانوں نے احمدیوں کو تکلیف دینے اور سرکاری دفاتر میں ہمارے خلاف شکایت درج کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب کوئی حربہ کامیاب نہ ہوا تو قتل تک کی دھمکیاں دینے لگ گئے۔ بہرحال مخالفین کو تو کسی طرح کامیابی نہیں ملی لیکن دوسری طرف مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ ایک احمدی دوست جو وہاں تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کے دوران ایک دن یہاں کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر جو کہ عیسائی ہیں وہ ہمارے پاس آئے اور مسجد کی تعمیر میں مدد کرنے لگ گئے یہاں تک کہ احمدی جو دُور دُور سے ریت لے کر آتے تھے ان کے ساتھ مل کر ریڑھی یا wheelbarrow کو کھینچتے بھی رہے۔ ایک طرف سے مخالفین اپنا کردار ادا کر رہے ہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ غیروں کے ذریعہ بھی کام کرواتا چلا جاتا ہے۔ نیک فطرت لوگ اس طرح بھی آتے ہیں۔

پھر کیمرون کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں بوادا سینج (Biodes Senge) میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ وہاں ایک شہر ہے دُوآلا (Douala) اس کا ایک محلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں دو سال قبل جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ مسجد کی تعمیر شروع کی تو علاقے کے ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے خط موصول ہوا کہ مسجد کا کام روک دو۔ جماعت نے کام روک دیا۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تنظیم نے گورنر صاحب کو اور تمام متعلقہ عہدیداروں کو خطوط لکھے ہیں کہ جماعت ایک دہشت گرد جماعت ہے۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے مسجد نہیں بنا سکتے۔ یہ پروپیگنڈا جو اسلامی ملکوں کا ہے ان کے مولوی وہاں جاتے ہیں اور وہ کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے بھی پھر یہ خط لکھے۔ خود بھی دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ رابطے وغیرہ بھی کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک ماہ کے بعد ایڈمنسٹریٹر نے ہمیں اپنے دفتر میں بلایا اور مختلف تنظیموں کے سربراہان اور مسلمانوں کے چیف امام اور دوسرے لوگوں کو بھی بلایا۔ ایڈمنسٹریٹر نے ایک رپورٹ پڑھنی شروع کی اور مسلمانوں کی شکایت پر جو کام روکا گیا، یہ کہا کہ ہم نے رکوا تو دیا تھا لیکن ہم نے کیمرون کے مختلف علاقوں میں سے رپورٹیں منگوائی ہیں۔ جماعت احمدیہ انٹرنیشنل جماعت ہے۔ دو سو سے زائد ملکوں میں یہ کام کر رہی ہے۔ پندرہ سال سے کیمرون میں بھی کام کر رہی ہے۔ کیمرون میں بھی کئی جگہ یہ مساجد بنا چکی ہے۔ بہرحال بتایا کہ اس طرح یہ دینی خدمات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو خدمتِ خلق کے کام کر رہے ہیں اس کے بارے میں بھی اس نے کہا کہ بہت سے علاقوں میں صاف پانی کے بور ہول بھی کیے ہیں۔ انہوں نے پمپ لگائے ہیں۔ یہ لوگ یتیموں کی پرورش کر رہے ہیں۔ طلبہ کی علمی میدان میں مدد کر رہے ہیں۔ اسی طرح دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہمیشہ بات کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ جماعت امن اور رواداری کی تعلیم دیتی ہے اور یہ بھی کہتی ہے کہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ قلم کا جہاد ہے۔ یہ ساری باتیں اس نے ان لوگوں کو بتائیں اور پھر یہ بھی بتایا کہ مسلمان اکابرین جو ہیں، سلطان اور دوسرے لوگ بھی ان کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ان کی مسجد کو روکا جائے۔ یہاں بھی یہ مسجد بنا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں جب اس نے رپورٹ ختم کی تو وہاں کے اس علاقے کے مسلمان لیڈر جتنے تھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کافر ہیں ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں اور جو رپورٹ آپ نے تیار کی ہے وہ ہم سے پوچھے بغیر بنائی ہے ہم نہیں مانتے۔ بہرحال ایڈمنسٹریٹر نے غصہ میں آ کر انہیں کہا کہ مَیں اپنا

کام جانتا ہوں اور یہاں سے چلے جاؤ۔ بہرحال وہ لوگ خاموش ہو گئے اور جماعت کو کہا کہ آپ مسجد بنائیں۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا جو نیک اثر قائم ہوتا ہے وہ ہر عقل مند کو مجبور کرتا ہے کہ وہ جماعت کی تعریف کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جب کام کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر مددگاروں کی فوج بھی بھیج دیتا ہے اور خود ہی ان کے مخالفین کی روکوں کو دور فرماتا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے ہیں اس کا بھی ایک واقعہ بیان کر دوں۔

اَپر ویسٹ ریجن گھانا کی ایک رپورٹ ہے۔ کہتے ہیں وہاں تبلیغ کے سلسلہ میں ساٹھ سے زائد بیعتیں ملیں۔ گاؤں میں جماعت کی ایک چھوٹی سی کچی اینٹوں کی مسجد تھی۔ ہماری کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے غیر احمدی مسلمانوں نے ہماری مسجد کے بالکل سامنے ایک پختہ اور خوبصورت مسجد تعمیر کروائی اور اس مسجد کے ذریعہ ہمارے نومبائعین کو اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی تو جو چند کمزور نومبائعین تھے ادھر چلے بھی گئے۔ بعد میں جماعت نے وہاں بھی بڑی شاندار اور بڑی مسجد بنا لی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اپنے ممبران تو مسجد میں آتے ہی ہیں اس کے علاوہ غیر احمدیوں کے (لوگ) بھی کثیر تعداد میں وہاں آنا شروع ہو گئے ہیں اور ہماری مسجد نمازیوں سے بھر گئی ہے اور ان کی مسجد بالکل خالی رہنے لگ گئی ہے یا بہت کم لوگ وہاں ہیں۔ نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لیے روزانہ وہاں کلاسیں بھی اللہ کے فضل سے ہو رہی ہیں۔ جس سے جماعت کی ترقی میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بہت سے واقعات ہیں اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے اپنے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور غیب سے مدد بھی فرماتا ہے اور فرمائے گا ان شاء اللہ۔ ہمیں تو وہ موقع دیتا ہے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکیں۔

اب میں حسبِ روایت گذشتہ سال یعنی 2021ء کی وقفِ جدید کی مختصر رپورٹ پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو گذشتہ سال تھا یہ چونسٹھواں سال تھا اور اس سال جنوری میں 2022ء کا نیا سال بھی شروع ہو گیا ہے تو گذشتہ سال کی رپورٹ یہ ہے کہ اس میں جماعت کی وقفِ جدید کی جو قربانی ہے وہ ایک کروڑ بارہ لاکھ ستتر ہزار پاؤنڈ یا تقریباً 11.2 ملین ہے اور گذشتہ سال سے یہ قربانی سات لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

دنیا کے اقتصادی حالات کو اگر دیکھیں تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اس سال بھی برطانیہ کی جماعت جو ہے مجموعی وصولی کے لحاظ سے اوّل پوزیشن میں ہے۔ پاکستان کی کرنسی کیونکہ گر گئی ہے اس لیے ان کی پوزیشن تو بہت نیچے چلی جاتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی طاقت کے مطابق بہت قربانی کر رہے ہیں۔ بہرحال پوزیشن کے لحاظ سے برطانیہ کا نمبر ایک ہے۔ پھر جرمنی ہے اور اللہ کے فضل سے برطانیہ نے اس سال کافی اچھی قربانی کی ہے اور بہت فرق ہے جرمنی اور برطانیہ کا۔ پھر نمبر تین پہ کینیڈا ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ انڈونیشیا ہے۔ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ گھانا ہے اور بیلجیم۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے نمبر ایک پر امریکہ ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں جو ہیں: نمبر ایک گھانا ہے۔ پھر ماریشس ہے۔ پھر نائیجیریا ہے۔ پھر برکینا فاسو ہے۔ پھر تنزانیہ ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر لائبیریا ہے۔ پھر گیمبیا۔ پھر یوگنڈا۔ آخر میں نمبر دس پہ بینن۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین کی تعداد بھی چودہ لاکھ پینتالیس ہزار ہے۔ وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی جو دس بڑی جماعتیں ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے: اسلام آباد نمبر ایک پہ، پھر فارنہم (Farnham)، پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)، پھر چیم ساؤتھ (South Cheam)۔ پھر آلڈر شاٹ (Aldershot)۔ پھر برمنگھم ساؤتھ (Birmingham-South)، پھر وال سال (Walsall)، جلنگھم (Gillingham)، گلفرڈ (Guildford)، یول (Ewell)۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے پانچ ریجن جو ہیں ان میں پہلا ریجن بیت الفتوح ہے۔ نمبر دو پہ اسلام آباد۔ پھر مسجد فضل۔ پھر بیت الاحسان۔ پھر مڈلینڈز (Midlands)۔

اطفال۔ دفتر اطفال کے لحاظ سے دس جماعتیں جو ہیں: اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ آلڈر شاٹ (Aldershot) نمبر دو۔ پھر فارنہم (Farnham)۔ روہیمپٹن (Roehampton)۔ پھر گلفرڈ (Guildford)۔ یول (Ewell)۔ مچم پارک (Mitcham Park)۔ بیت الفتوح (Baitul Futuh)۔ وال سال (Walsall)۔ برمنگھم ویسٹ (Birmingham-West)۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارات: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ پھر گروس گیراؤ (Gross- Gerau)۔ پھر ویزبادن (Wiesbaden)۔ پھر ڈیٹسن باخ (Dietzenbach)۔

وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں کی فہرست: روڈیر مارک (Rödermark) نمبر ایک پہ۔ پھر روڈگاؤ (Rodgau)۔ پھر نوئس (Neuss)۔ پھر روڈس ہائم (Rüdesheim)۔ پھر مہدی آباد فریڈبرگ (Friedberg)۔ ہاناؤ (Hanau)۔ فلورس ہائم (Flörsheim)۔ فرانکن تھال (Frankenthal)۔ کوبلنس (Koblenz) اور نِڈا (Nidda)۔

دفتر اطفال میں پہلی پانچ ریجن ہیں: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر ساؤتھ ویسٹ ہیسن (South West Hessen)۔ ٹاؤنس (Taunus)۔ ہیسن مٹے (Hessen- Mitte)۔ رائن لینڈ فالز (Rheinland-Pfalz)۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی امارتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ وان ہے۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ بریمٹن ویسٹ (Brampton-West)۔

دس بڑی جماعتیں جو کینیڈا کی ہیں ان میں حدیقہ احمد نمبر ایک پہ۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ بریڈفورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ ملٹن ایسٹ (Milton East)۔ رجائنا (Regina)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa-West)۔ ونی پیگ (Winnipeg)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

اور دفتر اطفال کی نمایاں امارتیں: وان (Vaughan) نمبر ایک۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ ٹورنٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West) ہیں۔

دفتر اطفال کی پانچ نمایاں جماعتیں: حدیقہ احمد نمبر ایک۔ بریڈ فورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ لندن (London)۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔

امریکہ کی وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ ڈیٹرائٹ (Detroit)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ بوسٹن (Boston)۔ آسٹن (Aston)۔ فینکس (Phoenix)۔ سیراکوس (Syracose)۔ لاس ویگس (Las Vegas) اور فچ برگ (Fitchburg)۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ سیئٹل (Seattle)۔ اورلینڈو (Orlando)۔ آسٹن (Aston)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ وینکس (Phoenix)۔ فچ برگ (Fitchburg)۔ لاس ویگاس (Las Vegas)۔ زائن (Zion) ہیں۔

پاکستان میں چندہ بالغان کی پہلی تین جماعتیں ہیں: اوّل لاہور۔ پھر ربوہ۔ پھر کراچی۔ اور اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ پھر فیصل آباد، گجرات، گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان، عمر کوٹ، حیدر آباد، میر پور خاص، ڈیرہ غازی خان۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں ہیں: اسلام آباد شہر، ڈیفنس لاہور، ٹاؤن شپ لاہور، کلفٹن کراچی، دارالذکر لاہور، ماڈل ٹاؤن لاہور، گلشن آباد کراچی، سمن آباد لاہور، عزیز آباد کراچی، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

دفتر اطفال کی تین بڑی جماعتیں ہیں: اوّل لاہور۔ دوم کراچی۔ سوئم ربوہ۔ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک۔ سیالکوٹ۔ پھر راولپنڈی۔ سرگودھا۔ فیصل آباد۔ گجرات۔ حیدر آباد۔ میر پور خاص۔ عمر کوٹ۔ نارووال۔

غیر معمولی مساعی کرنے والی جماعتیں جو ہیں: ڈرگ روڈ کراچی۔ نور پورہ لاہور۔ گوجرانوالہ شہر۔ بیت الفضل فیصل آباد۔ پشاور شہر۔ دہلی گیٹ لاہور۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ ننکانہ صاحب۔

بھارت کے پہلے دس صوبے جو ہیں۔ کیرالہ۔ جموں کشمیر۔ تامل ناڈو۔ تلنگانہ۔ کرناٹکا۔ اڑیشہ پنجاب۔ ویسٹ بنگال۔ دہلی۔ مہاراشٹرا۔

دس جماعتیں وصولی کے لحاظ سے حیدر آباد نمبر ایک۔ پھر قادیان۔ پھر کیرولائی۔ پھر پاتھاپریام۔ کوئمباٹور۔ بنگلور۔ کلکتہ۔ کالی کٹ۔ رشی نگر۔ ملیاپلیام۔

آسٹریلیا کی جو دس جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ میلبورن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West) اور لوگن ایسٹ (Logan East)۔

بالغان میں آسٹریلیا کی جماعتیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)، ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West)۔ بلیک ٹاؤن (Blacktown) اور کینبرا (Canberra)۔

دفتر اطفال میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ لوگن ایسٹ (Logan East)۔ پرتھ (Perth)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ ملبرن ایسٹ (Melbourne East)۔ ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)۔ پینرتھ (Penrith)۔ برسبین سینٹرل (Brisbane Central)۔

یہ ان کی پوزیشنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 7/جنوری 2022ء۔ الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2022ء صفحہ 5)

اہلِ وقفِ جدید

سنا رہے ہیں زمانے کو قربِ حق کی نوید
درِ حبیب کے خدام، اہلِ وقفِ جدید

کرے جو زندگی روح خونِ دل سے کشید
اس کا نام ہے غازی، اس کا نام شہید

نہ کر سکا مجھے مرعوب جادوئے تثلیث
کہ میری روح میں پنہاں تھا جذبۂ توحید

اسی کے فیض سے پائے گی روشنی دنیا
خدا نے بھیجا ہے جس کو بہ کلمۂ تمجید

وہ آ گئے مرے دل میں سکونِ دل بن کر
میرے خیال میں جن کی نہ دید تھی نہ شنید

ہیں سربکف وہ چراغِ وفا کے پروانے
کہ جن کے ہاتھوں میں سونپی گئی دلوں کی کلید

کبھی تو عرش پہ پہنچے گی میرے دل کی مراد
میں اس کے دستِ عطا سے نہیں ہوں نا اُمید

ہزار بار تیرا نام لے کے اُٹھیں گے
ہزار باد مخالف کی آندھیاں ہوں شدید

(مکرم عبدالسلام اختر صاحب)

دعا کرو کہ مَیں اُس کے لئے دُعا ہو جاؤں
وہ ایک شخص جو دل کو دُعا سا لگتا ہے

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دَورۂ امریکہ (2022ء) کے دوران واقفینِ نو کے ساتھ کلاس میں ایک بچے عزیزم روحان احمد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ جب ہم خلیفہ وقت کے لیے دعا کرتے ہیں تو حضور کیا پسند فرمائیں گے کہ ہم کیا دعا کریں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’آپ کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں نصرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کے کندھوں پر جن ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے، وہ پوری طرح سے ادا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قوّت دے، اللہ اسے صحت عطا فرمائے تاکہ وہ اسلام اور احمدیت کی خاطر صحیح طرح سے خدمت کر سکے اور خلیفہ وقت کے ذہن میں جو بھی منصوبے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کم وقت میں اور بہترین طریق پر مکمل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے مددگار بھی عطا کرے یعنی ’’سلطان نصیر‘‘ تاکہ مددگاروں کی ایک ٹیم خلیفہ وقت کی مدد کر سکیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خلیفہ وقت کے سلطانِ نصیر میں شامل کرے تاکہ وقفِ نو کی حیثیت سے ہم خلیفہ وقت کی اس کے منصوبوں، خواہشوں اور تدابیر کی تکمیل میں مدد کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں‘‘۔

(رپورٹ دورۂ امریکہ از عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد مورخہ 5 اکتوبر 2022ء)

طلباء جامعہ احمدیہ جرمنی کے ساتھ ایک نشست منعقدہ 15 اکتوبر 2019ء میں ایک طالبعلم عزیزم حافظ احتشام احمد نے بھی ایسا ہی سوال کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’تمہارے نزدیک کونسی دعا ہے جو کرنی چاہیے۔ خلیفۃ المسیح کے جو کام ہیں ان کو سامنے رکھ کر دعا کرو۔ یہی دعا کیا کرو کہ جو مقاصد ہیں وہ پورے ہو جائیں۔ اور جو تم لوگوں کے لیے دعا کی جاتی ہے وہ بھی تمہارے لیے قبول ہو جائے یہ بھی ساتھ کر لیا کرو‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 دسمبر 2019ء صفحہ 15)

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَ اَمْرِہٖ

دفتر اطفال وقفِ جدید

مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ جرمنی

حضرت مصلح موعودؓ نے الٰہی حکم سے اپنی زندگی میں جماعت کی تعلیم وتربیت اور ترقی کے لیے جو آخری بابرکت تحریک جاری فرمائی وہ وقفِ جدید کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے غیر معمولی جوش اور ولولہ بھی آپ کے دل میں پیدا کیا جس کا اظہار آپ کے خطبات اور خطابات میں ہوتا رہا۔ چونکہ یہ تحریک اللہ تعالیٰ کے اذن وارادہ سے ظہور پذیر ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والے خلفاء کے دلوں میں اس تحریک کی برکات وفوائد اور اس کے عالمی اثرات القاء کیے اور اس تحریک کے حقیقی مقاصد کو کماحقّہ حاصل کرنے کے لیے کئی در ان پر وا کئے۔ انہی میں سے ایک ''دفتر اطفال'' کا قیام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے پہلا ناظم وقفِ جدید مقرر فرمایا اور اس بابرکت تحریک کے مقاصد اور منصوبوں سے براہِ راست آپ کو آگاہ فرماتے رہے، اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جنوری 1991ء بمقام مسجد فضل لندن میں فرماتے ہیں:

''بچوں کے متعلق تو شروع سے ہی یہ تحریک بہت زور دے رہی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرف بہت توجہ دلائی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے''۔

البتہ وقفِ جدید میں ''دفتر اطفال'' کا باقاعدہ اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زبان مبارک سے ان پُرشوکت الفاظ سے ہوا۔

''آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اُٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رَخنہ پڑ گیا ہے اسے پُر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہوگئی ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 1966ء مسجد مبارک ربوہ)

جس طرح کم عمر صحابہ کرامؓ نے رسولِ اکرم ﷺ کی جہاد کی تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور کبھی کُشتی کا مقابلہ کر کے اور کبھی پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنی اہلیت اور استطاعت ثابت کی اور پھر میدانِ جہاد میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ قیامت تک بڑے بڑے سورما بھی ان پر رَشک کرتے رہیں گے، اسی طرح اطفال الاحمدیہ

نے بھی خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہا اور کیا افریقہ اور ایشیا کے غریب بچے اور کیا امریکہ و یورپ کے امیر گھرانوں کے چشم و چراغ، بہت سوں نے اپنی ساری جمع پونجی، اپنی عیدیاں، اپنے انعامات اور اپنے جیب خرچ اس مالی جہاد میں پیش کر دیے۔ اس کے باوجود ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اصل خواہش سے ابھی کوسوں دُور ہیں/ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کا مضمون ہے کیونکہ اُسی خطبہ میں آپؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ:

''اگر خداتعالیٰ احمدی بچوں کو توفیق دے تو جماعت احمدیہ کے بچے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اُٹھالیں''۔

پھر 22 اکتوبر 1966ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے کہ میرے دل میں شدید تڑپ پائی جاتی ہے اس بات کی کہ ہمارے احمدی بچے لڑکے اور لڑکیاں مل کر وقفِ جدید کے مالی بوجھ کو اپنے کندھوں پر اُٹھائیں اور دنیا کو بتائیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں چھوٹے مسلمان بچوں نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے میدانِ جہاد میں حصہ لیا۔ جب کافروں نے تلوار سے مسلمانوں کو اور اسلام کو مٹانا چاہا تو وہ بچے تلوار لے کر میدان میں کودے اور اُنہوں نے اپنی جانیں خداتعالیٰ کے حضور پیش کر دیں۔ تو اب جبکہ تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں بلکہ قلم اور تقریر کے جہاد کا زمانہ ہے اور مخالف اپنے وعظوں میں اور اپنی تقاریر میں اور اپنی تحریروں میں اسلام پر ہر ناجائز اور ہر کمینہ حملہ کر رہا ہے ہم (احمدی بچے) بھی پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ اس جہاد میں اپنے بڑوں کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ اس وقت ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے اور کہا ہے کہ تم اُٹھو اور دنیا کا مقابلہ کرو اور اسلام کو دنیا میں دوبارہ غالب کرو۔ غرض ہمارے بچوں کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ جس طرح ہمارے پہلوں نے اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کر دیا اسی طرح ہم بچے بھی اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ کے بچوں سے پیچھے نہیں رہے۔ ہم اپنا سب کچھ (جب بھی مطالبہ کیا جائے) خداتعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں''۔

اعلاء کلمۃ اللہ، جماعت کی مضبوطی، اس کی تربیت اور تعلیم کے نظام کو محکم کرنے کے لئے بچوں کی اس مالی جہاد میں بھرپور شمولیت کی حکمت و برکات بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 1966ء مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا:

''جس طرح آنحضرت ﷺ نے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے ان کی نماز کی بلوغت سے پہلے نماز پڑھانے کی ہمیں تلقین کی ہے اسی طرح ان مالی قربانیوں کے لئے جو فرض کے طور پر ایک احمدی پر عائد ہوتی ہیں، اس فرض کے عائد ہونے سے پہلے ہمارے بچوں کی تربیت ہو جائے گی اور جب وہ فرض ان پر عائد ہوگا تو وہ خوشی اور بشاشت سے مالی جہاد میں شامل ہوں گے اور اس فرض کے ادا کرنے میں وہ کوئی کمزوری نہ دکھائیں گے کیونکہ ان کی طبیعتوں میں بچپن سے ہی یہ بات راسخ ہو چکی ہوگی کہ جہاں ہم نے خدا اور رسول کے لئے دوسری قربانیاں کرنی ہیں وہاں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے لئے مالی قربانیاں بھی دینی ہیں۔... ان کی تربیت ہوگی اس طرح ہم ان کے ذہن میں یہ بات بھی راسخ کر رہے ہوں گے کہ جب خداتعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے تو وہ مال جو اس کی عطا ہے۔ بشاشت سے اسی کی طرف لوٹا دینا اور اس کے بدلہ میں ثواب اور اس کی رضا حاصل کرنا اس سے زیادہ اچھا سودا دنیا میں اور کوئی نہیں''۔

وقفِ جدید وہ واحد الٰہی تحریک ہے جس میں ''دفتر اطفال'' قائم ہے۔ اس لئے اطفال الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اس مالی جہاد کو اوّلیت دیں اور مقدم رکھیں تاکہ وہ جلد از جلد اس قابل ہو جائیں کہ خداتعالیٰ کے خلفاء کی خواہش کے مطابق وقفِ جدید کا سارا بوجھ ان کے مضبوط کندھے اُٹھالیں۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں اس دَور کے روحانی جہاد کے لیے بچوں کو تیار کرنا، پہلے دن سے ہی خدمتِ دین و خدمتِ انسانیت کا جذبہ ان کے ننھے منّے دلوں میں راسخ کرنا، دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی تربیت دینا اور خداتعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے اُخروی زندگی میں اعلیٰ مراتب حاصل کرنا ہے۔ بچے دَر اصل کسی بھی قوم اور معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اس قوم کے مقاصدِ عالیہ و اَرفع کے حصول کی کلید ہوتی ہے۔ زندہ و جاوید قومیں اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کو اپنی قومی زندگی میں بلند اور اہم مقام دیتی ہیں۔ یہ بچے ہمارے پاس خدا کی امانت ہیں۔ اور جب تک ان کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ زندہ تعلق قائم نہیں ہو جاتا وہ اپنی تخلیق کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے خداتعالیٰ کے خلفاء اس آخری روحانی جہاد کی اس عظیم فوج کی تعلیم و تربیت کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 1987ء میں فرمایا:

''اور آخری بات یہ ہے کہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ شامل کریں اور ان کے ذریعہ چندے دلوائیں۔ میرے پیشِ نظر صرف روپیہ نہیں ہے بلکہ جس مقصد کی خاطر روپیہ حاصل کیا جاتا ہے وہ مقصد بہر حال اوّلیت رکھتا ہے یعنی تربیت اور اللہ سے تعلق۔ چندہ دینے والے کا سب سے بڑا پھل، سب سے بڑا اَجر اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے اور جو بچوں سے چندے دلوائے جاتے ہیں ان کے اوپر اس قربت کا اثر ساری زندگی رہتا ہے بچپن کی نیکی ایسی چھاپ ہے جو ان کے بڑھنے کے ساتھ خود ہی بڑھتی رہتی ہے اس کا نقش مٹنے کی بجائے اور زیادہ زندگی میں گہرا جمتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے بچوں کو باشعور طور پر وقفِ جدید میں شامل کریں یعنی وہ بچے جو باشعور طور پر داخل ہو سکتے ہیں ورنہ تو پہلے دن کے بچے کو بھی مائیں شامل کر دیتی ہیں۔ بعض مائیں تو پیدا ہونے والے بچے کو بھی شامل کر دیتی ہیں جو ان کے پیٹ میں ہے اور وعدے لکھوا دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس روح کو اور بڑھائے لیکن جو باشعور بچے ہیں ان کے ہاتھ سے دلوانا ان کی تعداد میں اضافہ کرنا آپ کے

لیے دوہرے اجر کا موجب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔

بچوں کو اُن کی عمر کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سات سال سے کم عمر بچے، بچیاں اور سات سے پندرہ سال کے لڑکے، لڑکیاں جو اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ عام طور پر والدین چھوٹے بچوں کی طرف سے خود ہی چندہ ادا کر دیتے ہیں اس خیال سے کہ بچے کو کیا سمجھ کہ وقفِ جدید کیا ہے؟ اور چندہ کیوں دینا ہے؟ یہ سوچ صحیح نہیں اور نہ ہی یہ طریقہ درست۔ اسی طرح یہ طرزِ عمل بچوں کی روحانی تربیت، جو کہ اس تحریک کا اصل مطمحِ نظر ہے، کے بنیادی اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جون 1967ء بمقام مسجد مبارک ربوہ میں اِسی اَمر کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وقفِ جدید کی اہمیت ان پر واضح کی جائے اور احمدی بچے کی جو شان ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جس مقام پر دیکھنا چاہتا ہے وہ شان اور وہ مقام اسے اچھی طرح سمجھایا جائے۔ اس زبان میں جس زبان میں کہ بچہ سمجھ سکتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اگر اس کی زبان میں بات کی جائے تو بڑی گہری باتوں کو بھی سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی زبان میں بات کی جائے۔ سادہ طریقہ سے اس کو سمجھایا جائے تو وہ سمجھ سکتا ہے بلکہ بعض بوڑھوں سے بعض دفعہ بعض بچے زیادہ جلدی سمجھ جاتے ہیں اور زیادہ شوق سے اپنی ذمہ داری کو نباہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نہ مائیں اس طرف متوجہ ہیں اور نہ باپوں کو کچھ خیال ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو نباہیں‘‘۔

بڑے بچوں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جنوری 1989ء بمقام مسجد فضل لندن میں یہ نصیحت فرمائی کہ:

’’نسبتاً بڑے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے پیش کریں اور اپنے جیب خرچ میں سے پیش کریں تو پھر اس کا بہت فائدہ پہنچے گا اور روحانی لحاظ سے ان بچوں کے دل میں ہمیشہ کے لیے ایک عزم پیدا ہو جائے گا ایک خواہش پیدا ہو جائے گی کہ ہم دینی خدمات میں حصہ لیتے رہیں۔ ایک بیج بو یا جائے گا جسے خدا تعالیٰ پھر بڑھائے گا تو اس پہلو سے اس طرف بہت توجہ دینی چاہیے‘‘۔

بہرحال بچوں کی اس انداز میں تعلیم و تربیت والدین کا اور خصوصاً ماؤں کا اوّلین فرض ہے۔ اور یہی وہ سنہری گر ہے جس سے ہمارے گھر اور احمدی معاشرہ جنت نظیر معاشرہ بنے گا۔ اسی طرف توجّہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 22 اکتوبر 1966ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگر آپ اپنے بچوں کو اس قسم کی تربیت دے دیں گی تو ایک طرف جماعت کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مزید رحمتوں اور فضلوں اور برکتوں کی آپ وارث ہوں گی۔ پھر ان بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اچھی تربیت ہو جائے گی۔ یہ بچے اس دنیا میں آپ کے لئے ایک ایسی زمین اور ایسا آسمان پیدا کریں گے کہ جن میں جب آپ زندگی گزاریں گی تو آپ کہہ سکیں گی کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے سچ کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو ایسی زندگی گزار سکتی ہو کہ تمہارے قدم ہمیشہ جنت میں رہیں وہ جہنم کی طرف بڑھنے والے نہ ہوں‘‘۔

وہ ماں باپ جو بدقسمتی سے اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت سے غافل ہیں انہیں جھنجوڑتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جون 1967ء بمقام مسجد مبارک ربوہ فرمایا:

’’کیا آپ اس بات کو پسند کریں گی اے احمدی بہنو! اور کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے اے احمدی بھائیو! کہ آپ کو تو خدا کی رضا کی جنت نصیب ہو جائے۔ لیکن آپ کے بچے اس جنّت کے دروازے سے دھتکارے جائیں اور دوزخ کی طرف ان کو بھیج دیا جائے۔ یقیناً آپ میں سے کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ جب آپ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتے تو پھر آپ ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور بچوں کے دلوں میں دین کی راہ میں قربانیاں دینے کا شوق پیدا کریں... پس اپنی نسلوں پر رحم کرو اور اپنے بچوں سے اس محبّت کا اظہار کرو جو ایک مسلمان ماں اپنے بچے سے کرتی ہے اور اس پیار کا اس سے سلوک کرو جو ایک مسلمان باپ اپنے بچے سے کرتا ہے اور ان بچوں کے دل میں سلسلہ کے لئے قربانیوں کا شوق پیدا کرو اور ان کے دل میں یہ احساس پیدا کرو کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسان کو بہرحال جِدوجہد اور کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔ اگر انسان خدا کی راہ میں قربانیاں نہ دے تو اس کے نتیجہ میں شیطان تو خوش ہو سکتا ہے مگر خدا خوش نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ان کے نباہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین‘‘۔

والدین کی ذمہ داری اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شعور رکھنے والے بچوں، نظامِ جماعت اور ذیلی تنظیموں پر بھی بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 4/جنوری 2008ء میں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’اب جبکہ وقفِ جدید کی تحریک تمام دنیا میں رائج ہے تو بچے بھی اور ماں باپ بھی اور سیکرٹریان وقفِ جدید بھی اس طرف خاص توجّہ کریں، جماعتی نظام اور ناصرات و اطفال کی ذیلی تنظیمیں بھی اس طرف توجّہ کریں کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو وقفِ جدید کے چندے میں شامل کریں۔ بچوں کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیں، قربانی کی روح ان میں پیدا کریں۔

جہاں تک دفتر اطفال میں مالی قربانی کی شرح کا تعلق ہے تو اس کے لیے خلفائے کرام کی طرف سے کوئی شرح مقرر نہیں ہے۔ سب خلفاء کی بار بار اور تاکیدی ہدایت یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس بابرکت تحریک میں شامل کیا جائے۔ چاہے ایک پیسہ دے کر کوئی شامل ہوتا ہے‘‘۔ جماعت احمدیہ جرمنی نے البتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ درخواست کی کہ دفتر بالغان میں صفِ اوّل و دوئم کے مجاہدین کی طرز پر دفتر اطفال میں بھی جو بچے 25 یورو سالانہ ادا کریں انہیں ’’ننھے مجاہدین‘‘

باقی صفحہ 21 پر

حاصلِ مطالعہ
سیّد افتخار احمد

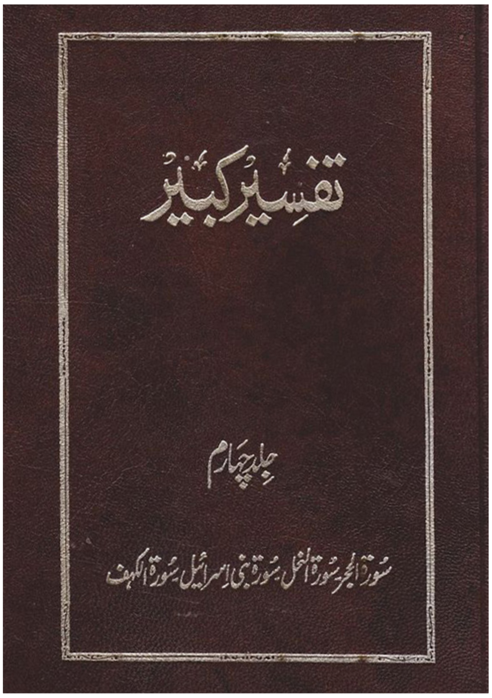

رنگوں کی تاثیریں

از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ۔

(النحل:14) کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اس آیت سے ایک نئے مضمون کو شروع کیا اور رنگوں کے اختلاف کو پیش کیا کہ وہ بھی تاثیرات رکھتے ہیں اور انسان ان سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔قرآنِ کریم کیسا عظیم الشان کلام ہے جو ان حکیمانہ امور کو اس زمانہ میں بیان فرماتا ہے جبکہ دنیا ان سے کلی طور پر ناواقف تھی۔ رنگوں کی تاثیرات کی دریافت علمی طور پر موجودہ زمانہ میں ہوئی ہے۔ حتّٰی کہ بنفشی شعاعوں اور ماوراء بنفشی شعاعوں اور کئی قسم کی دوسری شعاعوں کی دریافت سے بیماریوں کے علاج میں غیر معمولی مدد ملی ہے۔اور طب میں بھی ایک نیا باب علاج باللّون کا کھل گیا ہے۔یعنی مختلف رنگوں کی بوتلوں میں پانی رکھ کر اور سورج کی شعاعوں کے مقابل پر رکھ کر خالی پانی کو دوا کی صورت میں بدل دیا جاتا ہے۔گو یہ طریق علاج اب تک علمی حد تک نہیں پہنچا۔مگر اس کے بعض فوائد ناقابلِ انکار ہیں۔ان کے علاوہ یہ امر تجربہ شدہ ہے کہ ایک ہی قسم کی اشیاء رنگ کے اختلاف کی وجہ سے مختلف تاثیرات ظاہر کرتی ہیں۔مثلاً توت ہے۔ اس میں سے سفید گلے میں خراش کرتا ہے اور سیاہ توت خناق جیسی مرض میں مفید ہوتا ہے۔صندل سفید اور سرخ تاثیرات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بعض امور میں قوی یا ضعیف ہوتے ہیں۔یہی حال اَور سینکڑوں اشیاء کا ہے کہ چیز ایک ہی ہوتی ہے۔لیکن رنگ کے تغیر سے اس کے فوائد میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے۔بہت سی چیزوں کے فوائد معلوم ہوگئے ہیں اور بہت سی کے ابھی مخفی ہیں۔مگر اس حد تک اس علم کا انکشاف ہوچکا ہے کہ رنگوں کی تاثیرات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔موجودہ طب میں تو مختلف رنگوں سے بعض شدید بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔اگر زرد رنگ کی اکری فیلیوین بیرونی زخموں کے لئے مفید ہے تو مرکیورو کروم اندرونی زخموں کے لئے مفید ہے۔اسی طرح اور کئی رنگ ہیں۔مَیں نے ایک دفعہ اکری فلیوین کو دیکھ کر خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے زرد رنگ کی تاثیر زخموں کے لئے اچھی ہوتی ہے۔اور اسی وجہ سے پرانے زمانہ میں زخموں کے علاج کے لئے ہلدی کو بکثرت استعمال کیا جاتا تھا۔ اس خیال سے میں نے ہلدی کا رنگ الگ نکال کر زخموں کے لئے ایک ڈاکٹر کو دیا۔انہوں نے تجربہ کرکے بتایا کہ گو اکری فلیوین جیسی تاثیر تو نہیں۔مگر اس کے ساتھ ملتی ہوئی تاثیر آپ کی دوا میں ضرور تھی۔اس فرق کی وجہ میں نے یہ سمجھی کہ اس حد تک میں اس کا جوہر نہیں نکال سکا جس حد تک کہ جرمنوں نے نکال لیا ہے۔ ورنہ بات وہی ہے۔غرض رنگوں کی تاثیرات ایک ثابت شدہ حقیقت ہیں۔گو اب تک یہ علم مکمل نہیں ہوا۔قرآن کریم اس کی طرف اشارہ فرماتا ہے اور توجہ دلاتا ہے کہ اجرام تو الگ رہے ان کے رنگ تک تمہارے فائدہ میں لگے ہوئے ہیں۔اور کیسی کیسی باریک راہوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جسمانی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں۔مگر تم اب بھی نہیں سمجھتے کہ روحانی ترقی کے لئے بھی ویسے ہی وسیع بلکہ ان سے بھی زیادہ وسیع سامان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں اس رنگوں کے تغیر سے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ایک ہی چیز کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔اور اگر ایک طرح اسے اپنی قسم کی دوسری چیزوں سے اتحاد ہوتا ہے تو دوسری طرح ان سے وہ مختلف بھی ہوتی ہے سب انسان انسان ہیں مگر کوئی دو آدمی ظاہری شکل یا باطنی قوتوں میں یکساں نہیں ملتے۔سب اونٹ اونٹ ہیں مگر پھر ہر اونٹ کی شکل اور عقل دوسرے اونٹ سے مختلف ہوتی ہے۔گویا ایک طرف شدید اتحاد ہے تو دوسری طرف شدید اختلاف یہی حال نباتات کا ہے۔ سب آموں کے درخت آموں کے ہی درخت ہیں۔مگر ہر درخت دوسرے سے الگ پہچانا جاتا ہے۔اور ایسا ہی حال ان کے پھلوں کا ہے غرض دنیا میں ہر جنس کے افراد

دوسرے افراد سے مشابہت رکھتے ہیں مگر پھر ان سے مختلف بھی ہوتے ہیں۔ اگر رنگوں کا یہ فرق نہ ہوتا تو ایک دوسرے سے پہچاننا ناممکن ہوجاتا۔ اب تو ہر ماں باپ اپنے بچے کو ہر بیٹا اپنے ماں باپ کو ہر خاوند بیوی کو بیوی خاوند کو بھائی بھائی کو پہچانتا ہے۔ اگر امتیازی نشان نہ ہوتے تو پہچاننا کس قدر مشکل ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کس قدر وسیع فرق ہر شے میں رکھا ہے۔ سفید رنگ ہے تو اس کے اس قدر مدارج ہیں کہ انسان ان کے نام نہیں رکھ سکتا۔ سیاہ رنگ ہے تو اس کے اس قدر مدارج ہیں کہ ان کی گنتی نہیں کی جاسکتی۔ صرف آنکھ اس فرق کو پہچانتی ہے۔ اور اس فرق کی وجہ سے فوراً دو چیزوں میں امتیاز کرلیتی ہے۔ مگر زبان اس فرق کو اکثر نہیں بتاسکتی۔

اللہ تعالیٰ اسی امتیاز کے روحانی پہلو کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ دیکھو جس طرح اشیاء کے مادی رنگ مختلف ہیں اسی طرح ان کے باطنی رنگ بھی مختلف ہیں۔ پھر جس طرح انسان کے جسم کی ضروریات مختلف ہیں اس کے مقابل پر مختلف رنگ کی اشیاء بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ نہ انسان کے جسم کی ضرورتوں کو کلی طور پر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ نہ ان کے پورا کرنے کے سامان کوئی پیدا کرسکتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان کا ذوق الگ ہوتا ہے اور اس کے جسم کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں کسی کو میٹھا مفید ہے کسی کو کھٹا۔ کسی کو کدو پسند ہے کسی کو بینگن۔ ایک کیلے پر جان دیتا ہے دوسرا اس کے چھلکے کی برداشت نہیں رکھتا۔ غرض انسانی طبائع ایسے مختلف انواع کی ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیا بلحاظ قوت ذائقہ کے اور کیا بلحاظ مختلف تاثیرات سے مناسبت رکھنے کے ان میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ہر اک کی ضرورت اللہ تعالیٰ نے بیرونی اشیاء میں پوری کر چھوڑی ہے۔ انسان تو ان اختلافات کی اقسام گن تک نہیں سکتا۔ وہ ان کے مطالبات کو پورا کرنے کی طاقت کہاں رکھ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے مختلف رنگوں اور مختلف ذوقوں اور مختلف مزاجوں کے لوگوں کو پیدا کیا۔ اور پھر ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ویسی ہی مختلف الانواع چیزیں بھی پیدا کردیں۔ ان معنوں کے رُو سے لَون کے معنے نہ صرف رنگ کے لئے جائیں گے بلکہ نوع کے بھی۔ اور جیسا کہ حل لغات میں بتایا گیا ہے۔ لَون کے معنے نوع کے بھی ہوتے ہیں۔

اس مضمون سے اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دیکھو دنیا میں مختلف رنگوں اور مختلف انواع کی چیزیں اس نے پیدا کی ہیں۔ تا کہ تمہاری مختلف ضرورتوں اور تمہارے مختلف میلانوں کو پورا کرے۔ تم خود یہ کام نہیں کرسکتے۔ پھر تم کس طرح سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری اخلاقی قوتوں کے فرق اور اختلاف کے باوجود کوئی انسانی تعلیم سب انسانوں کے لئے یکساں مفید ہوسکتی ہے۔ یہ ضرورت بھی اللہ تعالیٰ ہی پوری کرسکتا تھا۔ جو انسان کی طبیعت اور اس کے اختلاف کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور اسے جانتا ہے ورنہ جو انسان قانون بنائے گا اپنے ذوق اور اپنے میلان کے مطابق قانون بنالے گا۔ اور اگر جماعت بنائے گی تو اس جماعت کے میلانوں تک وہ تعلیم محدود رہے گی۔ صرف اللہ ہی کی دی ہوئی تعلیم ہوگی جس میں ہر طبیعت کے میلان اور ہر فطرت کے تقاضے کا خیال رکھا گیا ہوگا۔ اور ہر مخفی ضرورت کو پورا کیا گیا ہوگا۔ پس الہام کا آنا انسان کی روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ اوّل تو انسان اپنی عقل سے روحانی ضرورتوں کو پورا کر ہی نہ سکے گا۔ اور اگر ایک حد تک ضرورت پورا کرنے کا سامان کرے گا بھی تو وہ محدود ہوگا۔ اور وہ نہ تو کسی انسان کی سب ضرورتوں کو پورا کرسکے گا اور نہ تمام انسانوں کی بعض ضرورتوں کو پورا کرسکے گا۔

اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشان ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں یہ لفظ اس جگہ اس لئے استعمال فرمایا کہ مختلف الوان کی ضرورت پورا کرنے کا سوال خالص اخلاقی سوال ہوجاتا ہے اور اس کا براہِ راست نصیحت سے تعلق ہے۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 138 تا 142 سورۃ نحل آیت 14)

بقیہ: دفترِ اطفال وقفِ جدید از صفحہ 19

شمار کیا جائے۔ جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا۔ بہرحال یہ ضروری نہیں، اہم اور ضروری یہ ہے کہ حتی الامکان کوئی بچہ بھی اس تحریک کی برکات سے محروم نہ رَہ جائے۔

اس مضمون کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار نے جب مکرم ملک سکندر حیات صاحب سیکرٹری وقفِ جدید جرمنی سے دفتر اطفال کی صورتحال معلوم کی تو اُنہوں نے بتایا کہ جرمنی میں 13375 بچے، بچیاں تجنید میں شامل ہیں جبکہ وقفِ جدید کا چندہ ادا کرنے والے خوش نصیب بچوں کی تعداد 9041 ہے۔ گویا اب تک کی صورتحال کے مطابق 4334 بچے اس تحریک کی عظیم الشان برکات سے محروم ہیں۔ اور ان کے والدین بھی اپنے فرائض ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے رحمتوں اور برکتوں سے بے نصیب ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو ہم سب کے لیے فکرمندی اور پریشانی کا باعث ہونی چاہیے۔ 31 دسمبر کو وقفِ جدید کے مالی سال کا اختتام ہوتا ہے۔ ابھی چند روز باقی ہیں۔ اس لئے ہم سب کو اس تحریک کی برکات سے مستفیض ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ فیض روحانی زندگی کی ضمانت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جنوری 1991ء بمقام مسجد فضل لندن میں فرماتے ہیں:

''اگر ہم بچوں کو شروع ہی سے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا مزہ ڈال دیں اور اس کا چسکا ان کو پڑ جائے تو آئندہ ساری زندگی یہ بات ان کی تربیت کے دوسرے معاملات پر بھی اثر انداز رہے گی اور جس کو مالی قربانی کی عادت ہو وہ خدا کے فضل سے عبادتوں میں بھی بہتر ہو جاتا ہے جماعت سے عمومی تعلق میں بھی اچھا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی روحانی زندگی کی ضمانت کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اسلام احمدیت کا حقیقی اور سچا خادم بنائے اور وہ سب اعمال اور قربانیاں بجا لانے کی توفیق بخشے جو اس کی رضا حاصل کرنے والی ہوں، آمین ثم آمین

تعارف کتب

مکرم حیدر علی ظفر صاحب، مبلغ سلسلہ جرمنی

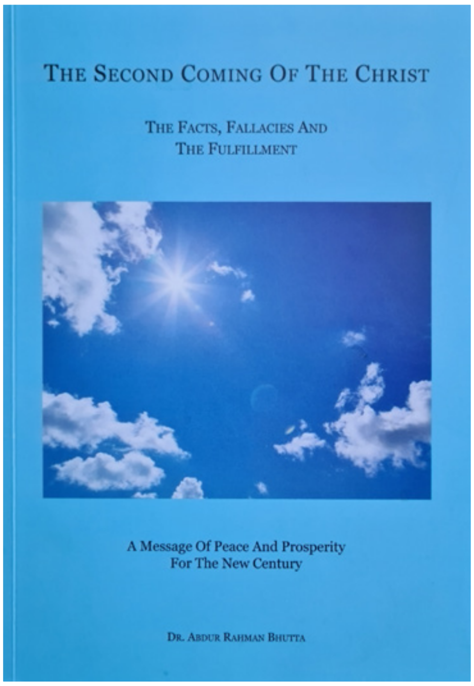

The second coming of the Christ

”مسیح کی آمدِ ثانی“

1999ء میں اسلام آباد انگلینڈ میں انٹرنیشنل مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تھی جس میں ایک فیصلہ یہ بھی کیا گیا تھا کہ نئی صدی کے آغاز پر دنیا میں وسیع پیمانے پر یہ پیغام پہنچانا چاہیئے کہ مسیح کی آمد ثانی ہو چکی ہے۔ اس غرض کے لئے مختلف ممالک کی جماعتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس موضوع پر کتابچے شائع کریں۔ چنانچہ خاکسار نے مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب کو تحریک کی کہ وہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں کہ یہ ان کا پسندیدہ موضوع تھا جس پر مکرم ڈاکٹر بھٹہ صاحب نے انگریزی زبان میں The second coming of the Christ (مسیح کی آمد ثانی) کےعنوان سے کتاب لکھ کر اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کی تھی اور حضورؒ نے ان کی اس کاوش کی تعریف فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ شعبہ تصنیف کی چیکنگ کے بعد وہ اسے شائع کر سکتے ہیں۔ لندن اور ربوہ میں اس کی چیکنگ ہوتی رہی۔ محترم میر محمود احمد ناصر صاحب نے بھی یہ کتاب پڑھی اور بہت تعریف کی تھی اور فرمایا تھا کہ عیسائی ممالک میں تبلیغ کے لئے بہت مفید رہے گی۔ چند ماہ قبل مکرم ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کو اپنے خرچ پر شائع کرنے کی اجازت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست دی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرمالی۔ اور اب یہ کتاب شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

اس کتاب میں روئے سخن عیسائی دنیا کی طرف ہے۔ انداز گفتگو دوستانہ ہے۔ اور سب استدلال بائبل کے، بائبل کی تفاسیر کے اور عیسائی علماء کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ مسیح کی آمد ثانی کے نشانات کی وضاحت کی گئی ہے اور اس کے بارے میں جو مختلف نظریات پائے جاتے ہیں ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب میں بائبل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی موسیٰؑ کی اُمّت میں نہیں بلکہ اس 'موسیٰ جیسے نبی' کی امت میں مقدر تھی جس کا وعدہ بائبل کی کتاب استثناء میں کیا گیا تھا۔ اور جس کا انتظار بنی اسرائیل کے سب انبیاء کرتے آئے تھے۔ اور جو عیسیٰ کے بعد بانی اسلام ﷺ کے وجود باجود میں ظاہر ہوا۔

اس کے بعد بائبل سے ہی آنحضرت ﷺ کی صداقت ثابت کی گئی ہے اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ اور خود عیسائی علماء کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بنیادی طور پر اسلام عیسائیت کے مخالف نہیں بلکہ موافق مذہب ہے۔ یہ بہت سے اہم امور میں عیسائیت کے ساتھ اشتراک رکھتا ہے اور بائبل کے انبیاء کو قبول کرتا ہے۔

آخری حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، صداقت اور پیشگوئیوں کا تفصیلی ذکر ہے اور مغربی دنیا کے ان اخبارات سے حوالے دیئے گئے ہیں جن میں اس زمانے میں حضور کے دعاوی اور پیشگوئیاں شائع ہوئی تھیں۔ اس کتاب میں جن شواہد اور دلائل کو پیش کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے بھی متفرق طور پر شائع ہوئے ہوں لیکن اس کتاب میں ان کو یکجائی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب جہاں عام مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مفید ہوگی وہاں داعیان الی اللہ کے لئے خاص طور پر رہنمائی کا موجب بنے گی۔

مصنف نے اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ کئے ہیں لیکن 'احمدیہ مسلم جماعت' کو اس کی اشاعت اور ترجمے کی اجازت دی ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی ہے کہ اگر وہ اردو خوان دوستوں کی سہولت کے لئے اس کتاب کا خلاصہ اردو میں پیش کر دیں تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ وہ اردو میں یہ خلاصہ عنقریب پیش کر دیں گے (ان شاءاللہ)۔ خداتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو بابرکت فرمائے اور دنیا کی ہدایت کا موجب بنائے۔

یہ کتاب بذریعہ پوسٹ منگوانے کے لیے شعبہ اشاعت جرمنی کی ای میل ishaat@ahmadiyya.de پر آرڈر کی جا سکتی ہے۔

''وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں''

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے 21 سالہ عہد مبارک کے دوران منعقد ہونے والی مجالس عرفان دینی، سائنسی، اقتصادی، طبّی اعتبار سے علم و عرفان کا ایک وسیع سمندر ہے۔ اس سمندر میں سے اخبار احمدیہ کے قارئین کے لیے چند موتی ہر ماہ پیش کیے جانے کا سلسلہ اپنی ذمہ داری پر شروع کیا جا رہا ہے جس کی ابتداء 15 مارچ 1987ء کو محمود ہال لندن میں ہونے والی مجلس سوال و جواب سے کی جا رہی ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے انوار سے روشن فرمائے، آمین۔

سائل: ''دوسرا سوال ہمارے غیر احمدی دوست کا یہ ہے کہ بحیثیت ایک احمدی مَیں تو جانتا ہوں اور ہمارے کئی دوست جانتے ہیں کہ کیا یہ دُرست ہے کہ احمدی جو ہیں، حضرت مرزا صاحب کو رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ درجہ دیتے ہیں؟''

حضورؒ: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اس کا جواب سوائے اس کے نہیں، ایسی باتیں لکھی ہوئی ہیں اُس رسالہ میں، یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ نہایت ناپاک الزام ہے۔ کسی احمدی کے وہم و گمان میں بھی نہیں، افضل چھوڑ کے حضرت مرزا صاحب تو ساری عمر غلامی کا دعویٰ کرتے رہے۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عشق کے گیت گاتے رہے۔ یہ کہتے رہے ؏

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا

یہ کہتے رہے:

؏ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بَس فیصلہ یہی ہے

یہ کہتے رہے کہ میرا ایمان یہ ہے کہ اگر کسی کے کوہ ہمالہ کے برابر بھی نیک اعمال ہوں اور وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دشمن ہو یا اُن کی مخالفت کرتا ہو، تو خدا اُن اعمال کو جہنم میں پھینک دے گا اُن کی کوئی بھی پروا نہیں کرے گا۔[1]

یہ ساری عبارتیں یہ لوگ پڑھتے ہیں اور جان کے چھپا لیتے ہیں مسلمان عوام سے اور وہی فتنہ کرتے ہیں کہ کوئی چھوٹا سا ٹکڑا نکالا اُسے غلط معنے پہنائے اور وہ پیش کر دیئے۔ یہ بھی اُس میں لکھا ہوا کہ محمد رسول اللہ ہونے کا خود دعویٰ کیا اور بعینہٖ وہی گویا کہ ہم مرتبہ اور پھر آگے لکھا ہوا ہے کہ پھر کچھ دیر کے بعد گویا اُنہوں نے یہ کہا کہ یہ تو کافی نہیں مَیں اُس سے بھی اُونچا نکل جاؤں۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اب تو زبانیں چل پڑی ہیں۔ ان کو چلنے دیں، ہم ان کا کیا علاج کر سکتے ہیں؟

اللہ کا دعویٰ کیا تو ہم کس کی (عبادت کرتے ہیں؟) احمدی ان کو نظر نہیں آتے خدا کی عبادت کرتے ہوئے؟ کوئی ایک احمدی بچہ ساری دُنیا میں سے دکھائیں جو حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے برابر یا افضل یا نعوذ باللہ خدا سمجھ کے اُن کی عبادت کرتا ہو؟ ساری دُنیا میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ انگریزوں میں احمدی ہوئے ہیں، افریقنوں میں، چینیوں میں، جاپانیوں میں، رُوسیوں میں کوئی قوم بتائیں جہاں احمدی نہیں ہوئے۔ کوئی کسی

1- اگر مَیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا...'' (رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412)۔ حضورؒ نے اسی اِقتباس کو اپنے الفاظ میں خلاصۃً بیان فرمایا ہے۔

سے جا کے پوچھے تو سہی کہ جناب آپ کو انہوں نے کیا پٹی پڑھائی تھی؟ کیا ایمان ہے؟ کروڑ احمدی گواہ ہیں کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

ہمارا ایمان وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان تھا۔ جس ایمان کی تعلیم آپؐ نے دی۔ وہ ہم نے آپؐ سے سیکھی اور ایک شعشہ بھی فرق نہیں۔ اور حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا کے جتنے مقدّس نام ہیں مَیں اُن کی قسمیں کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میرا دین اِسلام ہے۔ قرآنِ کریم کا ایک شعشہ بھی مَیں تبدیل شدہ نہیں مانتا۔ قرآن کے سب حکموں پر میرا ایمان ہے۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین مانتا ہوں۔ آپؐ کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھتا ہوں اور یہی میری جماعت کو نصیحت ہے کہ قرآن پر پنجہ مارو اور سُنّت کی پیروی کرو۔ ایک ذرّہ بھی اس سے باہر نہ جاؤ ورنہ تم خطرہ میں مبتلا ہو[2]۔ یہ آپؑ کا اعلان ہے اور مولویوں کا اعلان یہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ برابر سمجھتے تھے یا اُونچا سمجھتے تھے۔

اِس قسم کے علماء سے پوچھنا چاہیئے کہ جس طرح تم اِستنباط کرتے ہو کہ کہہ دیا مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، مَیں محمدؐ ہوں۔ اس پر اگر اعتراض وارد ہوتا ہے تو بجائے کچھ پوچھنے کے (کہ) کیا مطلب ہے؟ کن معنوں میں کہا گیا ہے؟ بجائے آگے پیچھے پڑھنے کے کہ کیا ذکر تھا؟ کس طرح یہ مضمون باندھا گیا؟ اگر اِس پر اعتراض کرتے ہو تو پھر تمہارے جیسے ہی تھے جنھوں نے منصور (حلّاج) کو سُولی پہ چڑھایا[3]۔ اُس نے بھی تو اَنَا الْحَقّ کہا تھا اور آج تک حکومت روتی ہے کہ کتنا ظلم کیا؟ کتنا بزرگ متّقی آدمی تھا جسے وقت کے مولویوں نے سُولی پہ چڑھا دیا۔ اُس نے کہا تھا ''اَنَا الْحَقّ'' مَیں حق ہوں۔ حالانکہ سمجھے نہیں، ایسے موقعے پر مُراد یہ ہوتی ہے کہ مَیں کامل طور پر اُس میں جذب ہو گیا ہوں۔ مَیں نے اپنا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ ان معنوں میں گستاخی نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ بات غلامی کی انتہا ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پھر بھی نہ مانیں تو ان کو قرآنِ کریم کی ایک آیت بیان کر کے اُس کا مطلب پوچھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:11) کہ اَے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) درخت کے نیچے یہ جو بیعت کرنے والے ہیں، یہ تیری نہیں اللہ کی بیعت کر رہے ہیں اور کوئی شک نہ رہ جائے بات میں، فرمایا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ تیرا ہاتھ نہیں اللہ کا ہاتھ ہے جو اِن کے اُوپر ہے حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا۔

اب بہائی اعتراض کرتے ہیں، کہتے ہیں دیکھو توحید کہتے ہو تم لوگ اور یہ لکھا ہوا ہے قرآنِ کریم میں، پہلے علماء اس کا تو جواب دے دیں۔ ایک انسان کسی بزرگ مرتبہ انسان کے برابر ہونے کا دعویٰ کرے یہ گستاخی ٹھیک ہے۔ لیکن ایک انسان خدا ہونے کا دعویٰ کر دے اس سے بڑی گستاخی تو نہیں سوچی جاسکتی۔ اگر کلام کے اندر مفہوم اور نہیں ہو سکتے، اگر سیاق و سباق سے مفہوم نہیں سمجھنے چاہئیں تو اس آیت کو اکیلی کو پکڑ کر بیٹھ جائیں آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ پھر فرمایا جنگِ بدر کے موقعہ پر مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) اَے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تُو نے وہ مٹھی نہیں چلائی، جو تُو نے کنکریوں کی مُٹھی اُٹھا کے کُفّار کی طرف پھینکی تھی۔ اِذْ رَمَيْتَ ہمیں پتہ ہے تُو نے ہی چلائی تھی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى لیکن اللہ نے چلائی تھی۔ کیا مطلب ہے؟ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟ ان لوگوں کو سمجھ ہی نہیں، فہم ہی نہیں جو دین کی باتیں ہوتی ہیں اِس سے مُراد ہم مرتبہ ہونا نہیں بلکہ کامل غلامی ہوتی ہے۔ یہ اعلان ہوا ہے قرآنِ کریم میں کہ آج دُنیا میں کائنات میں خدا تعالیٰ کے کامل تابع اگر کوئی شخص ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے اپنی کوئی مرضی نہیں چھوڑی، اپنے وجود کو کامل طور پر مٹا دیا ہے۔ اس لئے یہ خدا کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اُس کی مرضی سے اُنگلی اُٹھاتا ہے، اُس کی مرضی سے اُنگلی گراتا ہے۔ اُس کی مرضی سے سوتا ہے۔ اُس کی مرضی سے جاگتا ہے۔ اُس کی مرضی سے حرکت کرتا ہے۔ اُس کی مرضی سے سکون کرتا ہے۔ کوئی اپنی خواہش باقی نہیں۔ ہر وقت خدا کی رضا پہ نظر ہے۔ تو اپنا کچھ بھی نہیں رہا۔ گویا کہ جو کچھ کرتا ہے وہ خدا کا کرنا ہو جاتا ہے۔ یہ معنے ہیں اور اِسی معنے کی تائید میں ایک اور آیت ملتی ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:5-4) کہ محمد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام کر رہے ہوتے ہیں تو اپنی خواہش سے تو کر ہی نہیں رہے ہوتے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یہ تو اللہ کی وحی ہے جو اُس کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ کلامِ محمد مصطفیٰؐ گویا خدا کی وحی ہے۔ تو جس شخص نے اپنا نفس مار دیا ہو، مِٹ گیا ہو، یہ کہہ رہا ہو۔

ع وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بَس فیصلہ یہی ہے

اس کے بعد اُس پر یہ اعتراض کرنا جب وہ ایک عارفانہ کلام کر رہا ہے، انتہائی ظلم ہے!''

(مجلسِ عرفان منعقدہ مؤرخہ 15 مارچ 1987ء بمقام لندن
https://youtu.be/b2zdLRRgV6c?t=2382

2- ماخوذ از کشتیٔ نُوح (حصہ تعلیمات) رُوحانی خزائن جلد 20
3- منصور حلّاج: پورا نام ابو المغیث الحُسین ابن منصور الحلّاج۔ فارسی صوفی شاعر۔ پیدائش 858ء میں عبّاسی خلافت کے دَور میں صوبہ فارس حالیہ بغداد عراق میں پیدا ہوئے۔ وفات 922ء میں انہیں سُولی دے کر مار دیا گیا۔

مالی معاملات میں شفافیت

مالی معاملات میں صفائی اور احتیاط ایک بنیادی اہمیت رکھنے والا خُلق ہے جو ہر احمدی مسلمان کے اندر ہونا چاہیے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''یہ معاملات کی اچھائی یا برائی ہے جس کی بنا پر غیر شخص تمہارے متعلق رائے قائم کرتے ہیں۔ اگر معاملات اچھے ہیں تو لوگ تمہاری بات سن سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو ساری جماعت چند آدمیوں کی خاطر ٹھگ کہلائے گی اور مثال میں دو چار نام لے دینا ہی کافی خیال کیا جائے گا۔

پس جو قرض دیتا ہے وہ محسن ہے۔ سچی ضرورت کے وقت لو اور میعاد معینہ میں ادا کرو۔ اگر کسی معقول وجہ سے نہیں اُتار سکتے تو نرمی اور خندہ پیشانی سے اس کو یقین دلاؤ کہ میں ان وجوہ سے اب ادا نہیں کر سکا، پھر ادا کر دوں گا۔ جب روپیہ آئے تو پہلے قرض خواہ کے روپے ادا کرو... لوگ معاملات سے حالات کا اندازہ کرتے ہیں، نمازوں سے نہیں۔ اگر اس طرح تبلیغ کے راستہ کو بند کر دیا تو پھر کوئی عمدہ راستہ نہیں۔ پس اپنے معاملات کی دُرستی پر بہت زور دو''۔

(خطباتِ محمود جلد 6 صفحہ 552-553)

پاکستان میں معصوم احمدیوں پر ظلم وستم

عرصہ دراز سے پاکستان میں معصوم احمدیوں پر مظالم کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ جاری ہے۔ ہر روز نت نئے واقعات سامنے آتے ہیں۔ کہیں السلام علیکم کہنے پر مقدمات کئے جا رہے ہوتے ہیں تو کہیں درود شریف پڑھنے پر احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا جا رہا ہوتا ہے۔ کہیں مساجد کے مینار گرائے جا رہے ہوتے ہیں تو کہیں قبرستانوں میں احمدیوں کی سالہا سال پرانی قبروں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات قبریں اکھیڑ کر میّتوں کی توہین کی جاتی ہے۔ کتنے ہی واقعات میں بے گناہ احمدیوں پر گولیاں برسا کر یا خنجر چلا کر شہید کر دیا جاتا ہے۔ قارئین کی خدمت میں صرف ماہ جولائی 2022ء کے دوران ہونے والے واقعات کی ایک مختصر رپورٹ پیش کی جا رہی ہے جس کے مندرجات مرکز لندن میں قائم HUMAN RIGHTS SECTION کی طرف سے انگریزی زبان میں موصولہ رپورٹ کے اردو خلاصہ پر مشتمل ہیں:

یکم جولائی کو فیصل آباد کے علاقہ میں تین احمدی مساجد پر مقدمہ کیا گیا ہے۔ مخالفین یہ تقاضا کر رہے تھے کہ مساجد کے منار گرا دیئے جائیں اور کلمہ طیبہ کو مٹا دیا جائے ورنہ سخت کارروائی کی جائے گی۔

13 جولائی: عیدالاضحیٰ کے موقع پر احمدیوں کو ڈرایا اور دھمکایا گیا۔ کراچی میں ماسٹر فضل احمد صاحب جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں، کے گھر مُلّا اپنے مدرسہ کے دس طلباء کے ساتھ پہنچا اور ان سے پوچھا کہ کیا انہوں نے اس سال قربانی کی ہے اور گوشت تقسیم کیا ہے؟ اور اگر کیا ہے تو ان کے خلاف تھانے میں رپورٹ کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے گھر کے اردگرد وقتاً فوقتاً چکر لگاتے اور ہراساں کرتے رہے۔ علاوہ ازیں فیصل آباد میں بھی اسی نوعیت کے واقعات ہوئے۔

اسی طرح کراچی میں احمدیوں کو کاروباری نقصان پہنچایا گیا اور سوشل میڈیا پر تحفظ ختم نبوت والوں نے لوگوں کو اُکسایا اور کہا کہ احمدیوں کی دُکانوں سے خرید و فروخت ختم کر دی جائے۔

30 جولائی: ملک الیاس اعوان نے جو ممبر تحفظ ختم نبوت سپریم کونسل اور نائب صدر پاکستان مسلم لیگ ق پنجاب ہیں، نے ایک عرضی ڈپٹی کمشنر خوشاب کے نام لکھی۔ جس میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ احمدیوں کو ضلع خوشاب سے نکال دیا جائے۔

6 اور 7 جولائی کو ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پولیس نے 53 احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی اور ان کے کتبوں کو مسمار کر دیا گیا کیونکہ مخالفین نے یہ رپورٹ درج کروائی کہ ان کے کتبوں پر کلمہ اور قرآنی آیات لکھی گئی ہیں۔ چونکہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اس لیے یہ جرم ہے۔

جولائی 2022ء کے آخری ہفتہ میں پنجاب اسمبلی نے ایک بل پاس کیا جس میں نکاح نامہ میں اس بات کی ترمیم کی گئی کہ جو جوڑے نکاح کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اقرار کریں کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں اور بانی جماعت احمدیہ کافر ہیں (نعوذ باللہ)۔

31 جولائی 2022ء تک کی رپورٹ کے مطابق 11 احمدی صرف اور صرف اپنے عقیدے کی وجہ سے جیلوں میں ہیں۔ جبکہ ماہ رواں کے دوران 13 احمدیوں کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔

دو احمدی خواتین کو توہین رسالت کے بے بنیاد الزام میں گرفتار کیا گیا، ان میں ایک پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے فروری کے مہینہ میں ایک پوسٹر کو پھاڑ کر پھینکا تھا جو احمدیہ مخالف تھا۔ یہ دونوں ضمانت پر رہا تو کر دی گئی تھیں مگر ان کا مقدمہ ابھی بھی جاری ہے۔

☆ ایک 20 سالہ احمدی طالب علم 295 سی (توہین رسالت کی شق) کے تحت جیل میں ہے۔

احمدیوں کو سوشل میڈیا پر مختلف قسم کی دھمکیاں دی جاتی رہیں چنانچہ قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز (سندھ) میں ایک ملّاں نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر مقامی احمدیوں کو سوشل میڈیا یا پولیس میں مقدمات درج کرانے اور دیگر ذرائع سے نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیں۔

(مرتبہ: سیّد سعادت احمد)

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ہانوفر)

ماہ دسمبر تاریخ کے آئینہ میں

2 دسمبر:

1971ء: متحدہ عرب امارات کا قیام عمل میں آیا۔

3 دسمبر:

1984ء: بھوپال انڈیا میں یونین کاربائیڈ کے پلانٹ میں کیمیائی حادثہ ہوا جس میں ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔

4 دسمبر:

1829ء: ہندوستان میں ستّی کی رسم پر پابندی۔

5 دسمبر:

1492ء: کرسٹوفر کولمبس نے ہیٹی دریافت کیا۔

6 دسمبر:

1877ء: تھامس ایڈیسن نے فونوگراف ایجاد کیا۔

7 دسمبر:

1941ء: امریکی بحریہ بیس Pearl Harbour پر جاپانی جنگی جہازوں کے حملہ میں تین ہزار امریکی مارے گئے۔

8 دسمبر:

1991ء: سوویت یونین USSR ٹوٹ گیا۔ جارجیا کے علاوہ تمام ریاستوں نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

9 دسمبر:

1941ء: چین کا جاپان، جرمنی اور اٹلی کے خلاف اعلان جنگ۔

1992ء: شہزادہ چارلس اور شہزادی ڈیانا کی علیحدگی۔

10 دسمبر:

1948ء: اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا بین الاقوامی چارٹر جاری کیا۔

11 دسمبر:

1936ء: برطانوی بادشاہ ایڈورڈ ہشتم نے لیڈی سمپسن سے شادی کرنے کے لئے اپنا تخت و تاج چھوڑ دیا۔

12 دسمبر:

1901ء: مارکونی نے پہلا وائرلیس پیغام انگلینڈ سے کینیڈا بھجوایا۔

13 دسمبر:

1642ء: ڈچ نیوی گیٹر آبیل تاسمان نے نیوزی لینڈ دریافت کیا۔

14 دسمبر:

1911ء: نارویجن مہم جو Roald Amundsen قطب جنوبی پر پہنچنے والے پہلے شخص بنے۔

1918ء: برطانوی خواتین کو پہلی بار انتخابات میں ووٹ ڈالنے اور کسی عہدہ کے لئے مقابلہ کرنے کی اجازت ملی۔

15 دسمبر:

1995ء: یورپی یونین کے لیڈروں نے اعلان کیا کہ ان کی نئی کرنسی کا نام یورو ہو گا۔

17 دسمبر:

1903ء: رائٹ برادران کی ایک منٹ کی پہلی پرواز۔

18 دسمبر:

1956ء: جاپان اقوام متحدہ کا رکن بن گیا۔

19 دسمبر:

1946ء: انڈو چائنا میں جنگ کا آغاز ہوا۔ یہ تنازعہ اپریل 1975ء میں جنوبی ویتنام سے امریکی افواج کے انخلاء کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

20 دسمبر:

1699ء: زار روس پیٹر اعظم نے روسی کیلنڈر تبدیل کر کے نیا سال یکم ستمبر کی بجائے یکم جنوری سے شروع کر دیا۔

21 دسمبر:

1846ء: یونیورسٹی کالج اسپتال لندن میں آپریشن کے لئے پہلی مرتبہ انستھزیا دیا گیا۔

22 دسمبر:

1989ء: برانڈن برگ گیٹ کھول دیا گیا جو برلن کے دوبارہ متحد ہونے کی علامت ہے۔

23 دسمبر:

1947ء: ٹرانسسٹر کی ایجاد کا دن جس نے الیکٹرانکس کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔

24 دسمبر:

1943ء: جنرل آئزن ہاوور کو اتحادی افواج کا سپریم کمانڈر بنا دیا گیا۔

25 دسمبر:

دنیا بھر میں عیسائی کرسمس مناتے ہیں۔

1876ء: قائداعظم محمد علی جناح کا یوم پیدائش۔

26 دسمبر:

1898ء: پیری اور میری کیوری نے ریڈیم دریافت کیا۔

27 دسمبر:

1945ء: IMF کا قیام عمل میں آیا۔

28 دسمبر:

1885ء: آل انڈیا کانگرس کا قیام عمل میں آیا۔

29 دسمبر:

1965ء: ویت نام جنگ کے دوران شمالی ویت نام کے صدر ہوچی منہ نے مذاکرات کی امریکی پیش کش ٹھکرادی۔

30 دسمبر:

1922ء: سوویت یونین USSR کا قیام۔

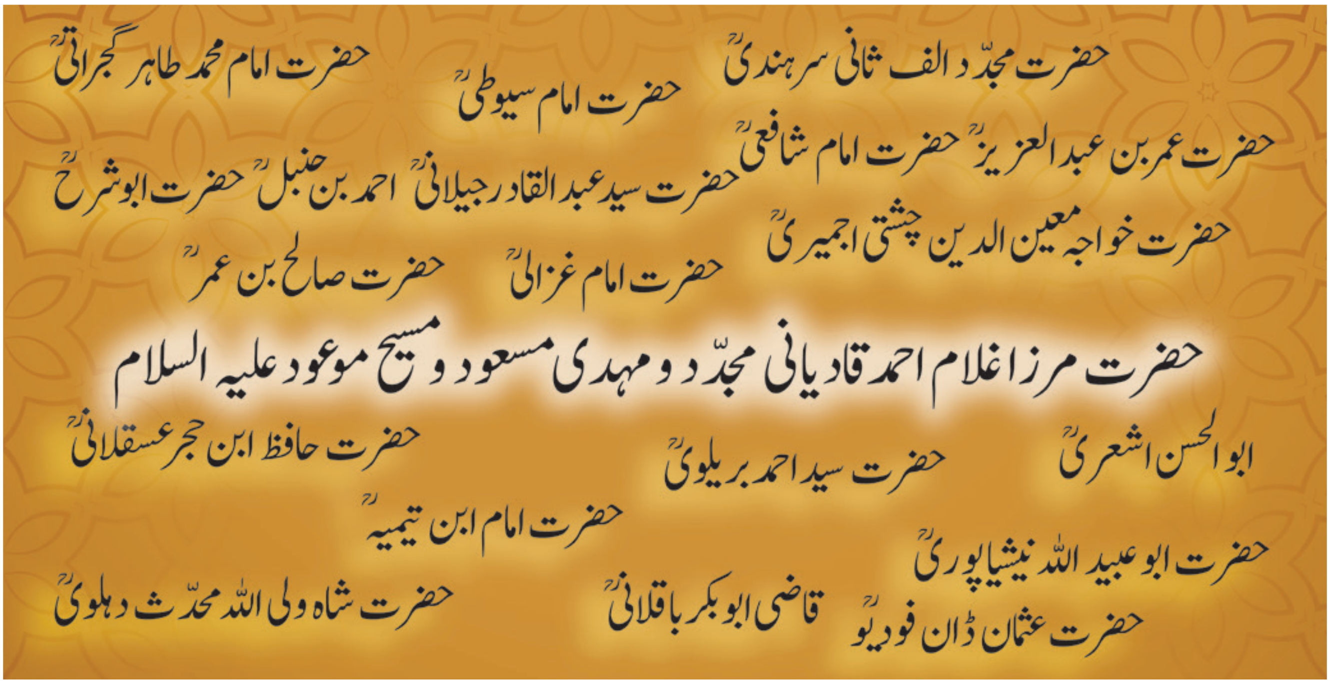

حدیثِ مجدّدین پر ایک نظر

مکرم نصیر احمد انجم صاحب مرحوم (سابق استاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

تسلسل کے لیے اخبار احمدیہ جرمنی کا شمارہ ماہ فروری 2022ء ملاحظہ ہو۔

سنن ابوداؤد میں ہے: ''عَنْ اَبِی هُرَیرَۃَ رضی اللہ عنہ فیما اَعْلَمُ عَنْ رَسولِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ اللّٰہ یَبعَثُ لِھٰذہ الاُمّۃِ علٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہرصدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امّت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

صحت حدیث

محدثین نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ مرقاۃ الصعود (شرح ابن داؤد) میں اسی حدیث کے تحت لکھا ہے:

ھٰذا الحَدِیثُ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلَی الصحیح، مِنْھُمُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَیھقِیُّ۔ کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر جن حفّاظ نے اتفاق کیا ہے ان میں سے حاکم ہیں جنہوں نے اسے مستدرک میں درج کیا ہے اور بیہقی ہیں جنہوں نے اسے مدخل میں درج کیا ہے۔ اسی طرح تنبیہ میں جلال الدین سیوطی نے لکھا اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلَی صِحَتِہٖ حفّاظ نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی اور ہر صدی کے سر پر مجدّدین آتے رہے۔ دراصل یہ حدیث قرآنِ کریم کی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کی شرح ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے:

''اِسلام کی میراث یہی طائفہ ہے جس نے جہالت اور مادیت کا مقابلہ کیا۔ اُمّت میں ایمانی روح پیدا کی اور قرآن جیسی لازوال ثروت کی حفاظت کی۔ اس آبِ زلال کے چشمے رواں دواں کیے۔ نئے فلسفوں کا ابطال کیا۔ علوم حدیث وفقہ کی تدوین کا کام انجام دیا، اجتہاد کا دروازہ کھولا، اُمّت کو شریعت کا گمشدہ خزانہ اور معاشرے کا منظّم قانون یاد دلایا۔ معاشرے میں احتساب کا فرض ادا کیا۔ انحراف اور کج روی پر مکمل تنقید کی۔ صحیح حقیقی اسلام کی برملا دعوت دی، جس نے شکوک وشبہات کے پردے چاک کر دیے۔ اضطراب کے زمانے میں علمی طرزِ استدلال اختیار کرکے دماغوں کو اِطمینان بخشا، دعوت وتذکیر وانذار وتبشیر میں انبیاء کی روش اختیار کی۔ ایمان وعمل کی دبی ہوئی چنگاریوں کو شعلہ جوالہ کی حرارت وتمازت بخشی جس نے مادہ پرستی کے تندوتیز

دھارے کی بلاخیزی کم کی۔ اپنی دعوت اور دامِ محبّت سے اس دشمن کو شکار کیا جو زُمۂ شمشیر اور نوکِ خنجر سے زیر نہ ہوسکا۔ اس طائفہ میں ہر شخص اسلام کی کسی نہ کسی سرحد کا محافظ اور نگہبان تھا''۔ (الحکم 21 فروری 1903ء)

حدیث کا مطلب اور حکمت

نواب صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ کوئی صدی مجدّد سے خالی نہیں ہوگی اور عملاً بھی ہر صدی کے اوّل و آخر اور وسط میں مجدّدین کے وجود سے یہ بات ثابت ہے۔ نیز اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں صرف ایک مجدّد کا آنا مراد نہیں بلکہ مجدّدین کی ایک جماعت مراد ہے۔ اور پھر تجدید کے لفظ میں مجدّدین کے آنے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اس سو سال کے عرصہ میں احکام دین اور کتاب وسنت کی اتباع میں جو بدعتیں رواج پاگئی ہوں مجدّد ان کو ختم کرتے اور حق کو قائم کرتے ہیں اور سنّت کو بدعت سے جدا کرکے دکھلا دیتے ہیں''۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

''اس لحاظ سے ہر عالم دین خداپرست، سنت کا احیاء کرنے اور بدعت مٹانے والا مجدّدِ دین نبوی اور محی سنت مصطفوی ﷺ ہے''۔ (حجج الکرامہ ص133-134)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حدیث مجدّدین کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اب میں مختصراً کچھ اس حدیث کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ اس حدیث کے بارہ میں پہلوں نے کیا کہا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا اور اس حدیث کا مقام کیا ہے؟ یہ حدیث جو صحاحِ ستّہ میں سے صرف ایک کتاب میں صرف ایک بار بیان ہوئی ہے، یہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس اُمّت کے لیے ''مَن'' کھڑے کرے گا (من پر میں خاص زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہوگئی ہوں گی تو وہ ان کو نکالیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ یہ حدیث ابوداؤد میں ہے، مستدرک میں ہے اور شاید ایک اور کتاب میں بھی ہے۔ صرف تین کتابوں میں ہمیں یہ حدیث ڈھونڈنے سے ملی ہے۔

اس حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ''من'' آئے گا یعنی ایسے نائب الرسول (ﷺ) آئیں گے جو تجدید کا کام کریں گے۔ ''من'' کے معنے عربی لغت کے لحاظ سے ایک کے بھی ہیں، دو کے بھی ہیں اور کثرت کے بھی ہیں۔ پس اگر کثرت سے معنے لیے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر صدی کے سر پر کثرت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے (یعنی آنحضرتؐ کے خلفاء و اخیار وابرار) جو دینِ اسلام کی خدمت میں لگے ہوں گے۔ اس میں کسی ایک شخصِ واحد کا کوئی ذکر نہیں۔ لسان العرب عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ من کا لفظ تَکُوْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمْعِ کہ یہ لفظ واحد کے لیے بھی، دو کے لیے بھی اور جمع کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لغت ''مفردات امام راغب'' میں ہے کہ یُعَبَّرُ بِہٖ مِنَ الْوَاحِدِ وَالْجَمْعِ وَالْمُذَکَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔ مذکر بھی مراد لیا جاتا ہے اور مؤنث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پہ ایسے مرد ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے اور مستورات بھی۔

جب ہم پہلے بزرگ محقّقین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی ''مَن'' کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں۔ مَنْ یُّجَدِّدُ کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں ''مَن'' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہوسکتے ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہئے۔ اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ ازسرِنو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدّد دعوی کوئی نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتی (1509-1578) جو سولھویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں علماء نے اختلاف بھی کیا ہے۔ یعنی اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کون مجدّد تھا اس صدی کا اور کون نہیں تھا اور ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اسے اپنے امام پر چسپاں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام مفہوم پر محمول کیا جائے اور فقہاء سے اسے مخصوص نہ کیا جائے کیونکہ یہ یقیناً مسلمانوں کو اولوالامر یعنی جو بادشاہ ہیں اور جو محدّث ہیں اور جو قُرّاء ہیں اور جو واعظ ہیں اور جو زاہد ہیں ان سب سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ سارے مجدّد ہیں اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی جب گزرے گی تو یہ لوگ زندہ ہوں گے۔ یہ نہیں کہ کوئی صدی ان کا نام ونشان مٹا ڈالے اور حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے کہ جو لوگ ہر صدی کے سر پر تجدید کا کام کریں گے وہ بڑے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت ہوگی۔ پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور فقہاء اور محدّثین اور ان دوسرے طبقات میں سے بھی بے شمار بزرگ تجدیدِ دین کرنے والے ہیں۔ وَمَا لَا یُحْصٰی یعنی جن کو گنا نہیں جاسکتا۔ اِتنے مجدّد صدی کے سر پر عمر کے ساتھ انہوں نے جمع کر دیئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جتنے ان کا یا جو صدی کے سر پر ایک سے زیاد و علماء ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ایک اور کتاب ''دَرَجَاتُ مِرْقَاۃِ الصَّعُوْدِ اِلٰی سُنَنِ اَبِیْ دَاؤُدَ'' اس میں ابوداؤد کی حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ انسب یہ ہے کہ حدیث کو عام مفہوم

لیا جائے۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو صدی کے سر پر مبعوث ہو وہ فرد نہ ہو بلکہ ہو سکتا ہے ایک یا ایک سے زائد ہوں کیونکہ گو اُمّتِ فقہاء سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ بھی عام ہے لیکن اسے جو فائدہ ان کے اولوالامر اور محدّثین اور قُرّاء اور واعظوں اور زہّاد کے مختلف درجات سے پہنچتا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ ہر فن اور علم کا ایک فائدہ ہے جو اسے حاصل نہیں ہوتا۔ دراصل حفاظتِ دین میں قانونِ سیاست کی حفاظت اور ادب کا پھیلانا بہت اہم ہے کیونکہ اسی سے انسان کے خوف کی حفاظت ہوتی ہے، قانونِ شرعی قائم ہوتا ہے اور یہ کام حکام کا ہے۔ پس جو قانونِ شریعت نافذ کرنے والے حکّام ہیں شیخ محمد طاہر گجراتی کے نزدیک وہ اسی طرح مجدّد ہیں۔ ایک فقیہہ مجدّد ہوتا ہے یا جیسے صوفی بزرگ اور دعا گو لوگ مجدّد ہیں۔

پس زیادہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مانا جائے کہ اس حدیث میں ہر صدی کے سر پر ایسے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے لوگوں کے لیے جو دین کو تازہ کریں گے اور تمام دنیا میں اس کی حفاظت کریں گے۔ علماء کے ایک گروہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ ذمہ داری تو ساری اُمّت کی تھی یعنی اُمّتِ مسلمہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دینِ اسلام کی تجدید کرے۔ جس طرح ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ دین سیکھیں اور اس کو ساری دنیا میں پھیلائیں۔ لیکن چونکہ سارے نہیں کرتے اس لئے ہر صدی میں ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو فرض کفایہ کے طور پر یہ کام کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جماعت کام کرتی ہے اس لئے کہ جو نہیں کام کرتا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر یہ بھی کام نہ کریں تو ان کے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے۔

پس حدیث شریف میں کسی ایک کے آنے کا ذکر نہیں نہ لغوی معنوں کے لحاظ سے اور نہ جو پہلے علماء تھے جن کے چند حوالے میں نے پڑھے ہیں۔ ان کے اقوال کے مطابق اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس کی تفسیر کی ہے اس کے مطابق''۔ (الفضل 21 مئی 1978ء)

سلسلہ مجدّدین

آج اسلام کی امتیازی خصوصیت

خداتعالیٰ نے اسلام اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہے۔ آج اس رنگ میں تجدید و احیا صرف اسلام کی خوبی ہے اور باقی مذاہب اس سے یکسر محروم ہیں۔ اسلام کی مثال اس سرسبز باغ کی سی ہے جس کا مالی ہمہ وقت اس کا خیال رکھتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب اب اس خشک باغ کی مانند ہیں جن میں سوکھے درخت تو ہیں مگر وہ پھول اور پھل سے محروم ہیں۔ مالک نے اس باغ کی آبیاری چھوڑ دی ہے۔ دوسرے مذاہب کے بگاڑ اور اسلام کی شاندار حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے بگڑے ہوئے ہیں بلکہ اس لیے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہوگئے جس کا کوئی باغبان نہیں اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لیے کوئی انتظام نہیں۔ اس لیے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہوگئے اور ان کی جگہ کانٹے دار خراب بوٹیاں پھیل گئیں اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لیے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے سے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ ہر صدی پر جب بھی کوئی بندہ خدا اصلاح کے لیے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ ...... لیکن خدا نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ ......

مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی ﷺ کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہ ہوئی اس لیے وہ سب مذاہب مر گئے ان میں روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیاں ان میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑے پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفسِ امارہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بیجا دخل دے کر ایسی صورت ان کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہیں''۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ صفحہ 1-2)

اسلام میں اس طرح سلسلہ مجدّدین جاری کرنے کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟ اور اسلام کی حفاظت کے لیے ایسا کرنا کیوں ضروری تھا؟ تاکہ باقی ادیان پر اس کی فوقیت ثابت ہو۔ ان باتوں کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''الّر کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ مجدّدوں اور مرسلوں کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قیامت تک جاری ہے۔ اب اس سلسلہ میں آنے والے مجدّدوں کے خوارق، ان کی کامیابیوں، ان کی تاثیروں وغیرہ کو گن بھی نہیں سکتے۔ ...... غرض ہر صدی کے سر پر مجدّد کا آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مُردوں سے استمداد خداتعالیٰ کے منشاء کے موافق نہیں اگر مردوں سے مدد کی ضرورت ہوتی تو پھر زندوں کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہزاروں ہزار اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں اس کا کیا مطلب تھا۔ مجدّدین کا سلسلہ کیوں جاری کیا۔ اگر اسلام مُردوں کے حوالے کیا جاتا تو یقیناً سمجھو کہ اس کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا۔ یہودیوں کا مذہب مُردوں کے حوالے کیا گیا نتیجہ کیا ہوا؟ عیسائیوں نے مردہ پرستی کی۔ بتلاؤ کیا پایا۔ مُردوں کو پوجتے پوجتے خود مُردہ ہوگئے۔ نہ مذہب میں زندگی کی روح رہی نہ ماننے والوں میں زندگی کے آثار باقی رہے۔ اوّل سے لے کر آخر تک مُردوں کا ہی مجمع ہوگیا''۔ (الحکم 24 جولائی 1902ء صفحہ 7)

چنانچہ مختلف مذاہب کے علماء اور محقّقین نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ واقعتاً مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان مذاہب میں بگاڑ پیدا ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ بدھ مت کے بگاڑ کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:

باقی صفحہ 46 پر

مرتبہ: مدبر احمد خان

تاریخ جرمنی

Jan Žižka, 1360– 11 October 1424

پندرہویں صدی میں مشرق کی جانب سے جو مزاحمت اور بغاوت کے آثار نمایاں ہوئے، جن کا اختصار کے ساتھ پچھلی قسط میں ذکر ہوا تھا، ان کے کئی اہم پہلو قابلِ توجہ ہیں۔ دریائے ایلب کے اُس پار رہنے والے slavic کے ساتھ جرمنوں نے آغاز سے ہی استحصالی رویہ اپنائے رکھا۔ اور کبھی یہ تک متعین نہیں کیا کہ جرمانیا کی مشرقی حد کہاں ہے۔ اس دَور میں ایک اہم نام Jan Hus سامنے آیا، جس نے گویا Protestants کے ''ارہاص'' کا کام کیا۔ Jan Hus ایک فلسفی اور عالمِ دین تھا، اور اس نے catholic church کی اصلاح کی تعلیمات پیش کیں۔ مثلاً کلیسا سادہ لوح عیسائیوں کا نجات اور گناہوں کی بخشش کے نام پر استحصال کرتا تھا، یا بائبل کو عام لوگوں کی زبان میں نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ Hus نے اس جیسی کئی اصلاحات کی تعلیم دی۔ یہ Prague University کا Dean بھی تھا۔ اور اس کے خیالات کی وجہ سے جرمنی سے آئے ہوئے علما اور اساتذہ بھی شہر چھوڑ کر واپس جانے لگ گئے۔ ان دو باتوں کا ذکر اس لیے کرنا ضروری ہے کہ یہ دونوں باتیں ہی بعد میں آنے والے واقعات کا گویا ابتدائیہ ہیں۔ اور Jan Hus کو اس وجہ سے تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ بالآخر Hus کو سزائے موت دے دی گئی۔

لیکن چند ہی سال بعد، ایک جرنیل اور Hus ہی کے ساتھی Jan Žižka نے مزاحمت اور بغاوت کا آغاز کیا۔ یہ جنگیں Hus کی جماعت نے اپنے مذہبی حقوق حاصل کرنے کے لیے لڑی تھیں۔ Hus کے ساتھیوں کو Hussites کہا جاتا ہے۔ تین جنگوں کے بعد Hussites کو اپنے مذہبی حقوق حاصل ہو گئے لیکن Žižka اگلی جنگ کی تیاری کے دوران وبائی بیماری سے جاں بحق ہو گیا۔ Jan Žižka Czech قوم کا ہیرو ہے۔ اور آج بھی اس کی جنگی حکمتِ عملی کو تاریخ میں اہمیت حاصل ہے۔

اس سب قصے کا بیان اس لیے ضروری تھا کہ اس سے تین اہم واقعات رُونما ہوئے یا ان کی ابتدا ہوئی۔ اوّل، مشرق کی طرف سے بغاوت اور مزاحمت کھل کر سامنے آئی۔ دوم، کلیسا کے خلاف عوام کے جذبات صاف دکھائی دیے۔ سوم، جرمنی کے مغربی حصے کے تمام prince- electors نے عدمِ استحکام کو اب خود خیر باد کہا اور ایک خاندان کو بادشاہت کے لیے منتخب کر لیا۔ کیونکہ مشرق سے ہونے والی بغاوت سے ان کا اپنا اقتدار اور اپنی طاقت بھی خطرے میں پڑنے لگے تھے۔ سو ان کو اندازہ ہوا کہ خود ان کی اپنی طاقت اور اقتدار سلطنت کے استحکام سے وابستہ ہے۔ اور جیسا کہ پچھلی قسط میں تفصیل سے ذکر ہوا، بادشاہت اب مستقلاً Habsburg خاندان کے حصے میں آئی۔

دریائے ایلب کے مشرقی حصے سے اُٹھنے والی یہ آخری تحریک نہیں تھی۔ انہی سالوں میں ایک نیا طبقہ بھی پیدا ہوا جنہیں Junker کہا جاتا ہے۔ آپ کو شاید یاد ہو، پچھلی قسط میں اس بات کا ذکر ہوا تھا، کہ مغربی جرمنی کے سپاہیوں کے ایک order نے Prussia کے علاقے کو (جو جرمنی سے مشرق میں واقع تھا) اپنے قبضے میں لے لیا تھا اور انہیں یہ اجازت حاصل تھی کہ وہ خود ان علاقوں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ اب ان کی اگلی نسلیں جوان ہو چکی تھیں۔ اور وہ خود سپاہیوں کی اولادیں تھیں، سو وہ حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ سپاہی اور سالار بھی تھے۔ ان کو Junker کہا جاتا ہے۔ Junker اب Prussians تھے۔ اور یہی ان کی پہچان تھی۔ جرمنی اور دریائے ایلب کے مشرق میں آباد اقوام میں جو فرق تھا، اب وہ نہ صرف عوام کی حد تک محدود تھا بلکہ خواص میں بھی یہ فرق نمایاں ہو چکا تھا۔ Prussians اور Prussian Junker کی اہمیت تاریخ میں آگے چل کر قائم رہتی ہے۔ ان کا ذکر تاریخ میں کچھ صدیوں کے بعد بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

حوالہ جات:
Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin
Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

محترم چودھری عبداللطیف صاحب کی خدمات

(یہ مضمون محترم چودھری عبداللطیف صاحب مرحوم کی خود نوشت اور مختلف جماعتی وغیر جماعتی اخبارات سے مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے مرتّب کیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں تو براہ کرم تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

ربوہ آمد اور ہمبرگ واپسی

گزشتہ قسط (مطبوعہ اخبار احمدیہ جرمنی ماہ جون 2022ء) میں محترم چودھری عبداللطیف صاحب کے پاکستان جانے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ جرمنی واپس آنے کا مختصراً ذکر ہوا تھا۔ اس بارہ میں کچھ مزید مواد ہدیہ قارئین ہے جو محترم چودھری صاحب موصوف کی خودنوشت میں سے ہے اور اس میں آپ نے اُس وقت کے حالات کا نقشہ کھینچا ہے۔ آپ نے پاکستان جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضورؓ کی نصائح، ہدایات اور پرشفقت رہنمائی سے متأثر ہونے کی کیفیت یوں بیان کی ہے:

1951ء کے ابتداء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مَیں ربوہ واپس آکر کچھ عرصہ ٹھہر کر اپنی بیوی اور بچی کو ہمراہ ہمبرگ لے آؤں۔ حضورؓ کے اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار دس ستمبر کو ربوہ حاضر ہوا۔ 6سال کی لمبی جدائی کے بعد اپنے پیارے والدین، بہن بھائیوں اور بیوی بچی اور دیگر رشتہ داروں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ سب سے بڑھ کر پیارے اور محسن آقا سے ملاقات بہت ایمان افروز ثابت ہوئی حضورؓ نے محبّت اور شفقت بھرے جذبات کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کا شرف عطا فرمایا۔ دیر تک جرمن مشن کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ حضورؓ کے نفحات طیّبات سے یہ امر پوری طرح واضح تھا کہ حضورؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق جلد از جلد مغربی ممالک میں غلبۂ اسلام پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس بارہ میں ضروری تدابیر کو بروئے کار لانے کے خواہش مند ہیں۔ میرے لئے یہ ملاقات اس لحاظ سے بھی ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئی کہ مَیں یہ مصمّم ارادہ کر کے لَوٹا کہ میں ان شاءاللہ پہلے سے زیادہ جوش اور محنت کے ساتھ جرمنی میں تبلیغ کے کام میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کروں گا اور اس طرح حضورؓ کے ارشاداتِ عالیہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کروں گا“۔

(خودنوشت محترم چودھری عبداللطیف صاحب صفحہ 19، غیرمطبوعہ ریکارڈ تاریخ احمدیت جرمنی)

جرمنی پہنچنے اور اس کے بعد کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں:

”حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جنوری 1952ء کو اپنی بیوی اور بچی کے ہمراہ یہ عاجز دوبارہ جرمنی کے لئے روانہ ہوا اور کچھ روز لنڈن اور ہالینڈ ٹھہر کر بخیرت ہمبرگ پہنچ گیا ہمبرگ اسٹیشن پر مکرم ملک عمر علی صاحب مرحوم اور برادرم عبدالکریم صاحب ڈنکر نے ہمارا استقبال کیا۔ اس دَور میں ابتداء میں بہت زیادہ مالی اور دیگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مالی لحاظ سے بہت زیادہ تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ پاکستان میں اسٹیٹ بنک نے فارن ایکسچینج دینے سے جماعت کو انکار کیا ہوا تھا انگلینڈ میں بنک آف انگلینڈ نے بھی کڑی پابندیاں لگائی ہوئی تھیں اس لئے رقوم کی آمد اور دیگر مالی ذرائع قریباً مسدود تھے۔ بعض اوقات زندگی کی ابتدائی ضروریات کو مہیا کرنا ہمارے لئے پریشان کن مسئلہ بن جاتا تھا گھر میں ابتدائی ضروری اشیاء بھی مہیا نہ تھیں۔ سردیوں میں شدید سردی میں ہیٹنگ کا

کوئی انتظام نہ تھا لیکن ان سب تکالیف کو ہم نے پورے حوصلے اور ایمانی جذبہ کے ساتھ برداشت کیا میری رفیقۂ حیات نے اس بارہ میں میرے ساتھ بے لوث تعاون کیا۔ہم دونوں میاں بیوی کے پیشِ نظران تکالیف کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک ہی جذبہ تھا کہ تبلیغی میدان میں ہم اپنی حقیر کوششوں کو تیز سے تیز کریں تا کہ جرمنی میں احمدیت کا غلبہ جلداز جلد بروئے کار اور ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے عائد شدہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکیں یہ عرصہ ہمارے لئے بہت زیادہ آزمائش کا دَور تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے تحت ہم اس میں کامیاب وکامران ہوئے اور میری بیوی نے میرے ساتھ غیرمعمولی بھرپور تعاون کیا اور تبلیغ کے عملی جہاد میں میرا پورا ساتھ دیا کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ حالات بدل دیئے اور مالی مشکلات میں متعدبہ کمی واقع ہوئی اور ہم پہلے سے زیادہ دلجمعی کے ساتھ تبلیغ کے کاموں میں مصروف ہوگئے جس کے نیک اور نتیجہ خیز نتائج بفضلِ تعالیٰ نمایاں طور پر ظہور پذیر ہونے شروع ہوگئے، الحمدللہ علیٰ ذالک“۔

(ماخوذ خودنوشت محترم چودھری عبداللطیف صاحب صفحہ 20، غیرمطبوعہ ریکارڈ تاریخ احمدیت جرمنی)

یومِ پیشوایانِ مذاہب

ماہ اگست 1951ء میں ہونے والی تیسری سالانہ یورپین مبلغین کانفرنس منعقدہ سوئٹزرلینڈ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک برقی پیغام بھجوایا تھا جس میں آپؓ نے مبلّغین کو ان کے اس بنیادی مقصد کی طرف توجہ دلائی تھی کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانا ہے اور دنیا میں اَمن کی فضاء کو قائم کرنا ہے۔چنانچہ حضورؓ کے اس پیغام کی روشنی میں مبلّغین سلسلہ نے کانفرنس میں جو منصوبہ بندی کی اس کا ایک اہم حصہ یومِ پیشوایانِ مذاہب کا منایا جانا تھا جس میں ایک ہی پلیٹ فارم سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے اپنے اپنے بانیان کی خوبیاں اور اوصاف بیان کریں۔(روزنامہ الفضل لاہور 17/ اگست 1951ء صفحہ 5)

اس منصوبہ کے مطابق جرمنی میں بھی محترم چودھری عبداللطیف صاحب نے 22 اپریل 1952ء کو جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب منعقد کرنے کی توفیق پائی۔اس کے لئے سائیکلو سٹائل کروا کر 400 کی تعداد میں دعوت نامے مختلف احباب، اخبارات، پریس ایجنسیوں اور یونیورسٹی کے پروفیسروں اور عیسائیوں کو بھجوائے گئے۔ ہمبرگ کے تین روزناموں میں اس کا اعلان شائع کیا۔اس جلسہ کی صدارت ہمبرگ کے ایک مشہور مستشرق نے کی اور اس میں Dr. Dhawan نے حضرت کرشنؑ، Dr. Palmie نے حضرت بدھؑ اور Prof. Windfuhr نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تقاریر کیں جبکہ آنحضور ﷺ کے بارے میں ایک مخلص نَو احمدی دوست محترم سعید Schultz صاحب نے تقریر کی۔ محترم چودھری عبداللطیف صاحب کے افتتاحی و تعارفی کلمات سے شروع ہونے والی یہ ایمان افروز تقریب دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ ہمبرگ کے دو مشہور اخبارات نے تفصیلی خبریں شائع کیں جن میں تقاریر کے خلاصے بھی شامل تھے۔ایک اخبار نے اس جلسہ کو صلح اور رواداری کی روح کے قیام کا ذریعہ قرار دیا۔(روزنامہ الفضل لاہور 2/ جولائی 1952ء صفحہ 5)

سکولوں میں لیکچرز

مکرم چودھری عبداللطیف صاحب نے مختلف سکولوں اور سوسائٹیوں میں جا جاکر اسلام کے بارے میں لیکچرز دینے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں آپ نے یکم اپریل 1952ء کو ایک ہائی سکول کے وسیع ہال میں پون گھنٹہ تک لیکچر دیا جسے چار کلاسوں کے طلبہ اور ان کے تین اساتذہ نے سنا۔ بعدہ دو گھنٹے تک سوالات کے جوابات دیئے۔اسی سلسلہ میں 9 مئی 1952ء کو بھی ایک سوسائٹی میں تقریر ہوئی۔ نصف گھنٹہ کے بعد ڈیڑھ گھنٹے تک سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔ اس موقع پر محترم سعید Schultz صاحب نے بھی معاونت کی۔ تیسری تقریر نوجوانوں کی ایک سوسائٹی میں 29 مئی 1952 کو ہوئی۔ اس موقع پر بھی ایک گھنٹہ تک سوال وجواب ہوئے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مکرم چودھری عبداللطیف صاحب نے اپنے ساتھ نَو احمدی مخلص دوست محترم سعید Schultz صاحب کو بھی تربیت دے کر لیکچرز کے لئے تیار کیا تھا چنانچہ موصوف اکیلے بھی مختلف مجالس میں جانے لگے تھے۔(روزنامہ الفضل لاہور 2/ جولائی 1952ء صفحہ 5)

روابط

مکرم چودھری عبداللطیف صاحب ربوہ میں حضورؓ سے ملاقات کے بعد جس جذبہ کے ساتھ واپس لَوٹے تھے، اسے بروئے کار لاتے ہوئے آپ نے اپنے روابط بھی وسیع تر کئے۔ چنانچہ اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے نتیجہ میں بہت سے لوگ آپ سے ملنے گھر چلے آتے۔ بعض شخصیات سے ملنے آپ خود بھی جاتے رہے۔ ان میں ہمبرگ یونیورسٹی کے Prof. Spuler، ہمبرگ کے بشپ Dr. Christa Hilbert، یہودی جماعت کے انچارج Mr. Goldstein اور جرمن نیوز ایجنسی کے نمائندہ خاص طور قابل ذکر ہیں۔ مؤخرالذکر نے محترم چودھری صاحب کا انٹرویو بھی لیا۔

مکرم چودھری عبداللطیف صاحب تعلیم وتربیت کے لئے نَو احمدی احباب سے بھی مسلسل رابطہ رکھتے، کبھی انہیں اپنے گھر بلاتے اور کبھی ان سے ملنے ان کے گھروں میں جاتے، نمازیں باجماعت ادا کرتے اور تربیتی امور سے متعلق گفتگو کرتے۔(روزنامہ الفضل لاہور 2/ جولائی 1952ء صفحہ 5)

ذرائع ابلاغ پر نظر

مکرم چودھری عبداللطیف صاحب کی ذرائع ابلاغ پر بھی گہری نظر تھی، چنانچہ اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے اسلام مخالف مضامین کے جوابات لکھتے اور لکھواتے۔ ہنوفر کے ایک ہفتہ وار اخبار میں اسلام میں عورت کے درجہ کے بارہ میں منفی قسم کا مضمون شائع ہوا تو آپ کے زیرِ تربیت مکرم سعید صاحب نے ایڈیٹر کے نام ایک مفصل جواب لکھا جو اسی اخبار کی 24 مئی 1952ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں بیسیوں کی تعداد میں انفرادی تبلیغی خطوط لکھتے، ”اسلام“ کے نام سے ایک پرچہ بھی سو کی تعداد میں نکالتے اور زیرِ تبلیغ احباب کو بھجواتے۔ رسالہ ”میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں“ کا جرمن ترجمہ جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے 45 شرکاء کو بھجوایا گیا۔ اس رسالہ کا ترجمہ 1950ء میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔ (روزنامہ الفضل لاہور 15/ فروری 1950ء صفحہ 4)

محترم چودھری صاحب کی ان کاوشوں کے ثمرات سے بھی خدا تعالیٰ نوازتا رہا، چنانچہ 26 مئی 1952ء کو ایک 70 سالہ زیرِ تبلیغ دوست مکرم Schönhals صاحب بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے جن کا آپ نے اسلامی نام عبدالکریم صاحب رکھا۔
(روزنامہ الفضل 2 جولائی 1952ء)

نیورن برگ میں جماعت کا قیام

1952ء کے شروع میں نیورن برگ کے بعض لوگوں کی جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد جرمنی کے جنوب میں بھی ایک جماعت قائم ہو چکی تھی۔ (روزنامہ الفضل لاہور 2/جولائی 1952ء صفحہ 5) ان احباب سے ملاقات اور ان کی تربیت کی خاطر محترم چوہدری عبداللطیف صاحب نے اکتوبر 1952ء میں اس نئی جماعت کا دَورہ کیا۔ آپ کے اس دَورہ کا چرچا ذرائع ابلاغ میں بھی ہوا۔ ایک مقامی اخبار Nürnberger Nachrichten نے اس دَورہ سے متعلق مندرجہ ذیل سرخی جمائی:
”عبداللطیف کی جماعت احمدیہ سے ملاقات، ترقی پسند اسلامی جماعت کے بڑے رہنما کل نیورن برگ میں وارد ہوئے“ اس سرخی کے نیچے اخبار نے ایک تفصیلی خبر دی، جس میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور عقائد کا بھی ذکر کیا۔ اس خبر کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:
”عبداللطیف انچارج احمدیہ مشن نیورن برگ میں اپنی جماعت کو ملنے کے لیے آیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی جماعت ہے اور غالباً یہی ایک جماعت ہے جو یورپ میں کامیابی حاصل کر سکے گی۔ اس جماعت کے عقائد قرآن کے عین مطابق ہیں۔ اس جماعت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کے خلاف جہاد کی تعریف یہ کرتی ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے پھیلایا جائے گا۔ نیورن برگ کی جماعت نے اپنے معزز مہمان کا پھولوں سے استقبال کیا اور مسٹر لطیف نے ہمارا بھی مسکراہٹ سے استقبال کیا۔ ہمارے سوالات کے اس نے جواب اچھی جرمن میں دیئے اس نے ہمیں بتایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعہ 1889ء میں رکھی گئی اور آج جماعت کی قیادت جماعت کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کر رہے ہیں۔

Abdul Latif bei der Ahmadiy-Gemeinde

Führender Vertreter der „modernsten Richtung des Islam" traf gestern in Nürnberg ein

Abdul Latif, das Oberhaupt der islamischen Ahmadiy-Bewegung in der Bundesrepublik, kam gestern nachmittag zu einem mehrtägigen Besuch seiner Glaubensbrüder in Nürnberg an. Die Nürnberger Gemeinde ist noch recht klein, doch hofft sie, im Laufe der Zeit langsam aber sicher zu wachsen.

Die Ahmadiy-Bewegung ist die modernste Richtung des Islams, „wahrscheinlich die einzige, die in Europa Anklang finden wird", meint der Leiter der Gemeinde Nürnberg, Hofer. Sie steht voll auf dem Boden des Koran, doch sagt sie im Gegensatz zu den anderen Richtungen, daß der „Tschihad", der Heilige Krieg gegen die Ungläubigen, nicht mit der Waffe, sondern mit der Feder geführt werden soll.

Mit einem weiß-roten Nelkenstrauß mit grüner Schleife wurde Abdul Latif (rechts) von dem Leiter der Nürnberger Ahmadiy-Gemeinde, Hofer, empfangen. Photo: Thema

Der Empfang auf dem Bahnhof durch die Nürnberger Gemeinde spielte sich ohne große Zeremonien ab: der Leiter der Gemeinde Nürnberg überreichte dem hohen Gast einen rot-weißen Nelkenstrauß mit einer großen grünen Schleife, auf der das Zeichen des Halbmondes mit dem Stern aufgedruckt war. Mit freundlichem Lächeln begrüßte der geborene Pakistaner seine Anhänger und ebenso freundlich die Pressevertreter. Bereitwillig stand er in gutem Deutsch Rede und Antwort, als er nach Einzelheiten der Ahmadiy-Bewegung gefragt wurde. „Die Bewegung wurde 1885 gegründet; heute wird sie von dem 2. Nachfolger des verheißenen Messias geleitet — warten Sie, ich schreibe es auf!" Er schrieb: HAZRAT MIRZA BASH IRUDDEN MAHMUDAHMAD. „Und der Name des Gründers": HAZRAT MIRZA GHULAMAHMAD (1835—1908). „Unser Bestreben ist es", so sagte er weiter, „die Lehren überall in der Welt zu verbreiten. 1949 wurde unsere Mission in Hamburg gegründet. In London haben wir eine Moschee; in den Haag haben wir in diesen Tagen ein Grundstück gekauft; im nächsten Jahr wird dort eine Moschee gebaut, und wir hoffen, daß wir in Deutschland in zwei oder drei Jahren auch so weit sind. Die Zahl der Anhänger in der ganzen Welt? — Etwa 2 Millionen; in der Schweiz, in England, in Holland, in Spanien haben wir Missionen. Sehr viel Anhänger leben in Amerika, in vielen großen Städten gibt es Moscheen. Sehr groß ist auch die Zahl der Anhänger in Afrika."

Abdul Latif wird nur wenige Tage in Nürnberg bleiben. Dann reist er weiter nach Hamburg. Vorher war er in der Schweiz gewesen und hatte dort zwei Anhänger der Ahmadiy-Bewegung getraut.

-x.

جماعت نیورن برگ کے دورہ کی خبر کا تراشہ (Nürnberger Nachrichten 22.10.1952 Seite 9)

جماعت کا مقصد اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور صحیح تعلیمات کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ جرمنی میں ہمارا مشن 1949ء سے قائم ہے۔ لنڈن میں ہماری مسجد ہے اور ھیگ میں ہم نے مسجد بنانے کے لیے زمین خرید لی ہے۔ جرمنی میں بھی مستقبل قریب میں ان شاءاللہ ہم مسجد بنا سکیں گے۔ یورپ میں ہمارے مشن انگلینڈ، جرمنی ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور سپین میں کام کر رہے ہیں۔ امریکہ میں مختلف مقامات پر ہمارے مشن ہیں اور مساجد بھی ہیں۔ افریقہ میں جماعت کی تعداد امید افزا ہے۔“
(Nürnberger Nachrichten 22 Ocotber 1952)

نیورن برگ کے دورہ کے بعد 27 اکتوبر کو کیل (Kiel) کے دورہ پر گئے جہاں ایک ہائی سکول میں اسلامی تعلیمات کے بارہ میں لیکچر دیا۔ اگلے روز (Neumünster) گئے اور ایک سوسائٹی کے زیر اہتمام تقریر کی جس میں اسلام کی حقیقت، توحید، تمام انبیاء پر ایمان، عورت کے مقام، اسلام کے اقتصادی نظام اور امن عالم سے متعلق اسلامی تعلیم پیش کر کے اسلام کی برتری ثابت کی۔ اس دوران کیل کے دینیات کے ماہر زیر تبلیغ ڈاکٹر ٹلاٹک نے آپ کی معاونت کی۔

مؤرخہ 28 نومبر 1952ء کو ہمبرگ میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ جس کے لئے اخبارات میں اشتہار اور اعلان شائع ہوئے۔ ڈیڑھ صد دعوت نامے مختلف لوگوں کو بھجوائے گئے۔ اس کی تفصیلی خبر ایک مقامی اخبار نے شائع کی جس کا خلاصہ مبلغ سلسلہ مکرم چودھری عبداللطیف صاحب کے الفاظ میں اس طرح سے ہے:

کرسمس کے موقع پر ایک پیغام مرتب کر کے چار صد احباب کو بھجوایا جن میں جرمنی کے صدر، چانسلر، تمام وزراء، ممبران پارلیمنٹ، ہمبرگ کے میئر و دیگر افسران، جرمنی کے مشہور اخبارات کے مدیران، مشہور یونیورسٹیوں کے پروفیسرز، صحافی، مشہور مستشرق اور زیر تبلیغ احباب شامل تھے۔ سال 1952ء کے اواخر میں نیورن برگ کی دو خواتین نے بیعت کرنے کی سعادت بھی پائی جن کے نام رشیدہ اور حمیدہ رکھے گئے۔
(روزنامہ الفضل لاہور مؤرخہ 22 جنوری 1953ء صفحہ 6 و 8)
(باقی آئندہ، ان شاءاللہ)

تصویر: بشکریہ شعبہ سمعی و بصری جرمنی

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

نو واردانِ جامعات کے لئے اِستقبالیہ

شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی نے 2021ء سے احمدی طلبہ کی حوصلہ افزائی کی خاطر ایک سالانہ عشائیہ کا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں ان تمام طلبہ کو جو کالج (Abitur) پاس کرنے کے بعد یونیورسٹی شروع کرتے ہیں، مدعو کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سال یہ تقریب ہمبرگ میں منعقد ہوئی تھی جبکہ امسال بیت السبوح فرانکفرٹ میں مؤرخہ 12 نومبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ اگلے روز احمدی طالبات کے لئے بھی لجنہ اماء اللہ کے تعاون سے استقبالیہ ترتیب دیا گیا۔

شعبہ تعلیم کی ٹیم نے تمام مہمان طلبہ کا استقبال کیا اور ہر ایک کو ٹکٹ جاری کیا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے 23 جماعتوں سے 55 طلبہ فرانکفرٹ تشریف لائے جن میں سے کچھ طلبہ کا تعلق ہمبرگ سے بھی تھا۔ یہ طلبہ Koblenz, Frankfurt, Darmstadt, Marburg, Gießen, Kassel کی یونیورسٹیوں میں تعلیم شروع کر چکے ہیں۔

ان طلبہ کے اعزاز میں منعقد ہونے والی اس استقبالیہ تقریب کا آغاز مکرم طاہر محمود صاحب سابق نیشنل سیکرٹری تعلیم کی صدارت میں ہوا۔ تقریب کی کارروائی جرمن زبان میں تھی۔ آغاز میں مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم کے بعد جرمن ترجمہ پیش کیا جبکہ اردو ترجمہ مکرم حصور (Hasoor) طاہر صاحب نے پیش کیا۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم وسیم غفّار صاحب نے تقریب کی غرض اور صدرِ اجلاس کا تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا کہ موصوف 18 سال سیکرٹری تعلیم رہے ہیں اور اس میدان میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت جرمنی بھر کی یونیورسٹیوں میں 1500 طلبہ اور 800 طالبات زیر تعلیم ہیں، الحمدللہ۔

اجلاس کے پہلے مقرر جناب مدبّر آسان خان نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی تھے۔ آپ نے نوجوانوں کو یاد دلایا کہ ہمارے والدین کو جن مشکل حالات میں ہجرت کرنا پڑی ان تکالیف کو خداتعالیٰ نے اس طرح آسانیوں میں بدل دیا ہے کہ ہمیں یہاں اچھی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔ اس لئے جماعت کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اللہ سے وہی لوگ خشیت رکھتے ہیں جو علم والے ہیں۔ حضور بھی ہر احمدی طالب علم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھائے۔ احمدی طلبہ کو دنیاوی علم کے ساتھ ساتھ اپنا دینی علم بھی بڑھانا چاہیے۔ اس کے بعد صدر تقریب مکرم طاہر محمود صاحب نے کہا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے اور اسے مسلمان کی میراث قرار دیا گیا ہے۔ اس کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ تمہیں علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کر کے طلبہ پر حصول علم کی اہمیت بیان کی۔ آپ نے بتایا کہ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے موقع پر پروفیسر عبدالسلام صاحب جرمنی میں بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تو آنے والی نسلوں کو علم کے میدان میں اعلیٰ ترقیاں حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ زندہ قومیں کسی بھی طرح کی مشکلات کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننے نہیں دیتیں اور اس سے متعلق چند یہودی سائنسدانوں کی مثال دی تھی جنہوں نے نازی کیمپوں میں پناہ لی اور بعد میں امریکہ جا کر نوبل انعام حاصل کیا۔ ہم نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ اس ملک جس نے ہمارے والدین کو پناہ دی کی خدمت کرنی ہے۔ اپنے علم اور تدبّر سے اس قوم تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے۔ صدارتی تقریر کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور گروپ فوٹو بنائے گئے جس کے بعد تمام حاضرین نے مل کر کھانا تناول کیا۔

جرمنی کے احمدی وکلاء اور قانون کے طلبا کا

برلن میں دو روزہ سمپوزیم

یہ رپورٹ مکرم کولمبس خان صاحب اور محترمہ ریحانہ اختر صاحبہ نے تیار کی جسے حتمی شکل مکرم سیّد افتخار احمد صاحب نے دی، فجزاہم اللہ۔ (نوید منصور صدر وکلاء ایسوسی ایشن)

جرمنی میں تعلیم کی سہولتیں نوجوانوں کو اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے کے بہت سے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ جرمنی میں ایک بڑی تعداد اب عمر کے اس حصہ میں پہنچ رہی ہے کہ وہ ان مواقع سے فائدہ اُٹھائے۔ نوّے کی دہائی میں پرائمری سکول سے نکلنے والے بچے مختلف مضامین کو اختیار کرتے چلے آ رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نوجوان اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں کام شروع کر چکے ہیں۔ اِن نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے قانون اور قانون سے متعلق مضامین کی تعلیم حاصل کی ہے اور اب بطور وکیل یا ماہر قانون مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مصروف عمل ہیں۔ ان وکلاء اور ماہرین قانون کو منظّم کرنے کے لئے سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر دنیا کے دیگر ممالک کی طرح جرمنی میں بھی احمدیہ جیورسٹس ایسوسی ایشن (AMJV) قائم ہے جو 2012ء سے امیر صاحب جماعت جرمنی کی نگرانی میں کام کر رہی ہے۔

جماعت جرمنی میں اس وقت سو سے زائد احمدی احباب و خواتین کسی نہ کسی رنگ میں اس شعبہ سے منسلک ہیں جن کی بہت بڑی تعداد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی ارشاد کے مطابق اس ایسوسی ایشن (AMJV) میں شامل ہے۔ ان میں سے بہت سے اگرچہ ابھی زیرِ تعلیم ہیں تاہم وہ بھی اس کے رُکن ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے مختلف پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں جن میں ایک سالانہ سمپوزیم بھی شامل ہے۔ اس سلسلہ میں چوتھا دو روزہ سمپوزیم مؤرخہ 9 اور 10 اکتوبر 2022ء کو مسجد خدیجہ برلن میں ہوا جس میں خواتین ممبرات بھی پردہ کی رعایت سے شامل ہوئیں۔ شعبہ سمعی و بصری جرمنی نے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ رابطے کا بہترین انتظام کر رکھا تھا تاکہ حاضر مرد و خواتین کے علاوہ وہ ممبران جو کسی وجہ سے اصالتاً شامل نہ ہو سکتے تھے وہ بھی محروم نہ رہیں چنانچہ انتظامیہ نے ایسے ممبران کے لیے آن لائن پلیٹ فارم Zoom کی سہولت مہیا کی تھی۔ یوں اس سمپوزیم میں شرکاء کی کل تعداد 59 رہی۔

نیشنل امیر صاحب جرمنی کی نمائندگی میں مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت جرمنی، لندن میں قائم سینٹرل لیگل ڈیپارٹمنٹ (C.L.D) سے مکرم آصف شکور صاحب اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

پہلے روز نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد حسبِ روایت سمپوزیم کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا۔ جس کی سعادت لائیرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری مکرم اظہار احمد صاحب

مسجد خدیجہ برلن میں احمدی وکلاء کے چوتھے سمپوزیم کے موقع پر مولانا شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی مخاطب ہیں

بنگوی کے حصہ میں آئی۔ تلاوت کے بعد مکرم حسنات احمد صاحب نے افتتاحی کلمات کہے اور پروگرام کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد صدر AMJV مکرم نوید منصور صاحب نے اس تنظیم اور سمپوزیم کے پروگرام پر روشنی ڈالی اور شرکاء کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔ مرکزی نمائندہ کے لیے ترجمانی کے فرائض مکرم محمد کولمبس خان صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے ادا کئے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بین الاقوامی کریمنل کورٹ Den Haag میں بطور چیف پراسیکیوٹر کام کرنے والے مکرم کریم احمد خان صاحب بھی اس سمپوزیم میں ویڈیو چینل کے ذریعہ بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ موصوف سے درخواست کی گئی تھی کہ اپنے قانونی سفر اور بین الاقوامی کریمنل کورٹ کی بابت آگاہ کریں۔ انہوں نے چالیس منٹ تک نہایت عمدگی سے انگریزی زبان میں بزرگان سلسلہ سے متأثر ہونے اور اس پیشہ کی بابت تفصیلات بیان کیں۔ آپ نے بتایا کہ بچپن میں چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ باقاعدگی سے خط و کتابت کرتے رہے اور آپؓ سے ہی متأثر ہو کر قانون کا پیشہ اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ موصوف نے اپنی اس گفتگو کے بعد شرکاء کی جانب سے کئے گئے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ یہ سوالات روس اور یوکرائن کی حالیہ جنگ، ایران میں خواتین کے پردہ کے تعلق میں حالیہ بحران، احمدیوں کے لیے بین الاقوامی کریمنل لاء میں کیریئر کے مواقع وغیرہ سے متعلقہ تھے۔

کافی کے مختصر سے وقفہ کے بعد لائیرز ایسوسی ایشن جرمنی کے صدر مکرم ڈاکٹر نوید منصور صاحب نے ایسوسی ایشن کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات نیز ایسوسی ایشن کی انتظامی تشکیل اور ذمہ داریوں کے متعلق آگاہ کیا۔ اس کے بعد مکرم وہّاج بن ساجد صاحب اور مکرم افتخار ملک صاحب نے انٹرایکٹو سیشن کروایا جس کا مقصد شرکائے سمپوزیم کو ہر موضوع پر گہرائی سے سوچنے کی طرف آمادہ کرنا تھا۔ اس پروگرام میں سب شرکاء نے دلچسپی سے حصہ لیا اور پسند کیا۔

بعد ازاں مرکزی نمائندہ مکرم آصف شکور صاحب نے سنٹرل لیگل ڈیپارٹمنٹ کے کاموں پر روشنی ڈالی نیز واقفِ زندگی وکیل اور خلافت کی برکات کے موضوع پر اپنے تجربات اور واقعات بیان کر کے شرکائے سمپوزیم کو گرمایا۔ اس کے ساتھ ہی موصوف نے جلسہ سالانہ یوکے 2022ء کے بعد اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقدہ انٹرنیشنل لائیرز سیمینار کے بارہ میں تفصیل سے آگاہ کیا۔

پہلے دن کے آخری سیشن کے لیے مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب مربی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی کو دعوت دی گئی تھی جس کے لیے موصوف خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ مکرم شمشاد صاحب کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ سے قبل لاہور میں محترم حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی خدمت میں چند ماہ رہنے کی توفیق ملی تھی اور اس عرصہ میں آپ نے محترم چودھری صاحبؓ کی خدمت کے ساتھ ساتھ آپؓ سے تربیت بھی حاصل کی۔ چنانچہ اسی حوالہ سے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے نیز آپؓ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ حضرت چودھری صاحبؓ باوجودیکہ دنیاوی ترقی میں انتہائی اعلیٰ مقام پر فائز تھے مگر دینی فرائض کے متعلق کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ مثلاً یورپ میں زندگی گزارنے کے باوجود کبھی فرض نمازیں تو درکنار تہجد کی نماز بھی نہیں چھوڑی حتیٰ کہ ملکہ برطانیہ سے ملاقات کے دوران جب نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے بلاتکلّف نماز کے وقت کا ذکر کیا تو ملکہ نے آپ کو اسی وقت نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ پھر زندگی کے آخری لمحات میں بھی نماز کے متعلق بار بار استفسار کرتے تھے۔ غیرت دینی آپ میں اس قدر تھی کہ حضرت چودھری صاحبؓ کی بیماری کے دوران اُس وقت کا صدرِ پاکستان ضیاء الحق آپؓ کی عیادت کو آیا تو آپؓ نے ملنے سے انکار کردیا کیونکہ وہ جماعت کا شدید معاند تھا۔ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب کی ایمان افروز اور ولولہ انگیز تقریر کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں جس کے بعد جماعت برلن نے باربی کیو کا بہت ہی شاندار انتظام کر رکھا تھا جسے سب شرکاء نے بہت پسند کیا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سمپوزیم کے دوسرے روز مؤرخہ 10 اکتوبر 2022ء کو وفاقی پارلیمنٹ ہاؤس میں جرمنی کی دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں SPD اور CDU کے دو ممبران پارلیمنٹ جناب Helge Lindh صاحب اور جناب Thomas Rachel صاحب کے استقبالیہ میں شرکت کی اور پیشہ وارانہ امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

جناب Helge Lindh صاحب کو لائیرز ایسوسی ایشن جرمنی نے جلسہ سالانہ 2022ء کے موقع پر منعقد ہونے والے مباحثہ برموضوع ”جرمنی میں انتہاپسندی“ کے لیے دعوت دی تھی جس میں انہوں نے شرکت کی اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق

جرمن پارلیمنٹ (Bundestag) میں SPD کے رُکن اسمبلی جناب Helge Lindh کے ساتھ احمدیہ مسلم وکلاء ایسوسی ایشن کے وفد کی 10 اکتوبر 2022ء کو ہونے والی ملاقات کا منظر

حقائق پر مبنی خیالات کا اظہار کیا۔موصوف کے ساتھ پارلیمنٹ ہاؤس میں ملاقات کے دوران جرمن معاشرے میں مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں کے فعّال کردار کے موضوع پر گفتگو ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کو ایک محبّ وطن تنظیم کے طور پر پیش کیا گیا۔اس کے علاوہ جرمن معاشرہ میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی کے موضوع پر بھی تفصیلاً گفتگو ہوئی۔

اگلی ملاقات CDU کے ممبر آف پارلیمنٹ جناب Thomas Rachel صاحب کے ساتھ ہوئی۔ موصوف CDU پارٹی کے مذہبی امور کے نئے نگران ہیں نیز گزشتہ دَورِ حکومت میں سولہ سال تک بحیثیت پارلیمنٹیری سیکرٹری آف سٹیٹ برائے تعلیم اور ریسرچ خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ ملاقات کے دوران اوّلاً جماعت احمدیہ اور لائیرز ایسوسی ایشن کا تعارف کروایا گیا۔ دورانِ تعارف جامعہ احمدیہ جرمنی کا بھی ذکر ہوا جس کے متعلق موصوف نے دلچسپی کا اظہار کیا جس پر آپ کو جامعہ احمدیہ تشریف لانے کی دعوت دی گئی۔اس کے علاوہ آپ کو پاکستان میں احمدیوں پر مظالم اور جرمنی میں اسائلم کے مسائل سے آگاہ کیا۔

خواتین وکلاء اور طالبات کی طرف سے سرکاری عہدوں پر پردہ سے متعلق پابندی اور مشکلات پر سوال کیا گیا اور اس طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ دوسرے ترقی یافتہ جمہوری ممالک میں سرکاری عہدوں پر سکارف وغیرہ پہننے کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ CDU اپنے آپ کو مذہب یعنی عیسائیت سے منسلک بھی کرتی ہے۔اس کے باوجود یہاں ویسی صورت حال نہیں ہے۔اس کے جواب میں موصوف نے حکومتی عمومی غیر جانبداری کا ذکر کیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد فیڈرل کمشنر برائے آزادی مذہب وعقیدہ جناب Frank Schwabe کی نمائندہ محترمہ Spriestersbach صاحبہ کے ساتھ وفاقی وزارت برائے اقتصادی تعاون اور ترقی کے دفتر میں اہم میٹنگ ہوئی جس میں مذکورہ شرکاء سمپوزیم کے علاوہ سیکرٹری امورِ خارجیہ جرمنی مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب بھی شامل ہوئے۔اس میٹنگ میں درج ذیل امور پر بات چیت ہوئی۔

Spriestersbach صاحبہ سے بھی پردہ سے متعلق نئے قانون کے حوالہ سے سوال کیا گیا جس کے جواب میں موصوفہ نے کہا کہ دس سال پہلے کی نسبت اب ان کی رائے یہ ہے کہ ایسی پابندی سے واقعی مذہبی حقوق سلب ہوتے ہیں۔اس پر ان کو جماعت کی طرف سے یہ تجویز دی گئی کہ حکومت کو حکومتی غیر جانبداری کی اصطلاح پر دوبارہ غور کرنا چاہیے۔اس ملاقات کا ایک نہایت ضروری پہلو ”پاکستان میں مذہبی انتہاپسندی اور احمدیوں پر مظالم“ تھا۔

وزارت داخلہ اور وفاقی ادارہ برائے مہاجرین نے احمدی اسائیلم سیکرز کے بارہ میں جو پالیسی اپنائی ہوئی ہے اس کے بارہ میں بھی تفصیلی گفتگو ہوئی مثلاً پاکستان میں احمدیوں پر ریاستی قانونی مظالم کے باوجود اور بنیادی انسانی حقوق کے اتلاف کے کھلے ثبوتوں کی موجودگی میں بھی وزارت داخلہ بعض احمدیوں کے کیس نامنظور اور بعض کو جرمنی سے واپس پاکستان بھجوا دیتی ہے۔

جناب Frank Schwabe صاحب کو جو اگلے سال پاکستان کا دَورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ربوہ جانے کی بھی دعوت دی گئی خصوصاً اس تناظر میں کہ وہ اپنا اطمینان کرلیں کہ ربوہ بھی احمدیوں کے لیے کوئی محفوظ شہر نہیں رہا ہے کیونکہ بعض اسائلم کیسز اس بنا پر بھی نامنظور کر دیئے جاتے ہیں۔

اس تفصیلی گفتگو کے بعد محترمہ Spriestersbach نے جماعت کے بیان کردہ نکات کو تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ جماعت احمدیہ کا یہ موٴقف فیڈرل کمشنر برائے آزادی مذہب وعقیدہ وزارت داخلہ جناب Frank Schwabe تک ضرور پہنچائیں گی اور انہیں احمدیوں کے متعلق اپنی پالیسی پر مثبت نظرِ ثانی کا مشورہ دیں گی۔

اس میٹنگ کے فوراً بعد دو روزہ سمپوزیم اجتماعی دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا،الحمدللہ۔ جماعت احمدیہ برلن نے بہترین مہمان نوازی اور اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ ڈالا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ایک بلند ہمّت خاتون

(مکرم زبیر خلیل خان صاحب ڈائریکٹر ہیومینٹی فرسٹ جرمنی برائے بلقان ممالک)

دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب ان پر کوئی مشکل وقت آتا ہے تو مایوس ہونے کی بجائے اسے ایک چیلنج سمجھ کر نہ صرف اس کو قبول کرتے ہیں بلکہ اُس مشکل پر قابو پاتے ہیں۔ بوزنیا کے شہر زاوی ڈونیسا کی رہنے والی مسلم خاتون محترمہ آڈیسا موھاوچ بھی انہی افراد میں سے ایک ہیں جنہیں ایک ابتلاء پیش آیا تو انہوں نے اسے چیلنج سمجھ کر قبول کیا اور نہ صرف خود سرخرو ہوئیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی روشنی کا مینار بنیں۔

موصوفہ کے تین بچے ہیں۔ ان میں سے چھوٹے بیٹے میں کچھ غیرمعمولی نفسیاتی بیماری کی علامات ظاہر ہوئیں تو اپنے شہر اور پھر دیگر بڑے شہروں میں واقع ہسپتالوں اور سرکاری محکموں کے پاس گئیں لیکن کوئی تسلی بخش علاج میسّر نہ آیا۔ اس پر مایوس ہونے کی بجائے انہوں نے اپنے جیسی ایک اَور پریشان حال ماں کے ساتھ مل کر اس بیماری کے بارہ میں معلومات حاصل کیں اور دونوں خواتین نے اپنے بچوں کا علاج شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ ان کی اس کاوش کی خبریں شہر میں پھیلنے لگیں۔ یو ایس ایڈ اور دیگر رفاہی اداروں نے ان سے ملاقات کی اور ان کے جذبہ، لگن اور خلوص کو سراہا اور انہیں مدد دینی شروع کر دی۔ پھر اسی طرح کے کچھ اور بچے بھی ان کے پاس آنے لگے۔ سب بچوں کے والدین اور شہری انتظامیہ کی مدد سے ایک مناسب جگہ کا بندوبست ہو گیا۔ یو ایس ایڈ اور دیگر محکموں اور تنظیموں کے تعاون سے مالی مدد بھی ملنی شروع ہو گئی اور ہیومینٹی فرسٹ نے بھی بعض معاملات میں مدد دینی شروع کر دی۔ ان کا اپنا بچہ چند سالوں میں صحت یاب ہو گیا اور اب اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے اسی طرح دیگر بچے بھی صحت یاب ہو کر معاشرہ کا مفید وجود بن چکے ہیں۔ محترمہ موصوفہ نے اپنے بچے کی صحت یابی کے بعد انسانی بہبود کی اس کاوش کو خیرباد کہنے کی بجائے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا اور اب گزشتہ دس سال سے وہ یہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ اس وقت ان کے پاس موزوں مرکز ہے جہاں مختلف قسم کے علاج معالجہ (Therapy) کا جدید سامان نصب ہے۔ آٹھ خواتین معالج ان کے سنٹر میں کل وقتی خدمات بجا لا رہی ہیں۔ اور اس وقت زیرِ علاج بچوں کی تعداد نوّے سے زائد ہے جن میں چھ ماہ سے لے کر سولہ سترہ سال کے بچے اور بچیاں شامل ہیں۔ ہفتہ میں پانچ دن صبح آٹھ بجے سے لے کر شام چار بجے تک بچے ان کے سنٹر میں آتے ہیں اور علاج کے مختلف مراحل میں سے گزرتے ہیں۔

اکتوبر کے آخری عشرہ میں ان کے سنٹر میں گرمائش کے لیے ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے بھی ایندھن کی شکل میں مدد مہیا کی گئی جو بوسنیا کے ہیومینٹی فرسٹ کے ڈائریکٹر مکرم مفیض الرحمان صاحب نے خود جا کر دی۔ اس موقع پر ان سے بات چیت بھی ہوئی۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ وہ اپنے نیک مقصد کے لئے مشکلات کے باوجود پُرجوش ہیں اور وہ ان بیمار بچوں کی خدمت کے لیے ہمہ وقت مستعد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالتا رہے، آمین۔

بابرگ و بار ہوویں

مؤرخہ 28 اکتوبر 2022ء کو خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم مدثر احمد طاہر کا نکاح مکرم محمد نسیم تبسم صاحب مربی ضلع لاہور نے دارالذکر میں دو لاکھ روپے حق مہر پر پڑھایا اور دعا کرائی جبکہ رخصتانہ کی تقریب 5 نومبر بروز ہفتہ عمل میں آئی۔

دعوتِ ولیمہ مؤرخہ 6 نومبر 2022ء کو ٹاؤن شپ لاہور کے مقامی شادی ہال میں منعقد ہوئی جس میں کثیر احباب نے شرکت کی۔ مکرم طاہر احمد ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے نمائندہ مکرم ماجد علی خان صاحب (سیکرٹری اصلاح و ارشاد لاہور) نے تعارفی کلمات کے بعد دعا کرائی۔ عزیزم مدثر احمد طاہر مکرم شیخ احمد علی سراج فیروزپوری مرحوم کے پوتے اور حضرت میاں عبدالعزیزؓ صاحب مغل صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑنواسے ہیں۔ دولہا اور دلہن مکرم مولانا عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ حال مقیم گروس گیراؤ جرمنی کے بھانجا اور بھانجی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو ہر دو خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے، آمین۔

(منور علی شاہد۔ جرمنی)

اِک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار اور اہلیہ محترمہ سائرہ نوشین گُل صاحبہ کو مؤرخہ 11 نومبر 2022ء کو بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام شراحبیل احمد شاہد ہے۔ بچہ مکرم محمد یوسف شاہد صاحب کا پوتا اور مکرم محمد پرویز خالد صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، صالح اور خلافتِ احمدیہ کا سلطانِ نصیر بنائے، آمین۔

(ڈاکٹر شکیل احمد شاہد۔ جماعت Lörrach)

نمائندہ خصوصی

Bad Hersfeld میں مسجد بیت اللطیف

سیّدنا مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سوا سو سال قبل اعلان فرمایا تھا ؏

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع!

اس کے آثار حضور علیہ السلام کی حین حیات ہی ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے جب ڈووی جیسے با اثر شخص کو اس کے انتہائی قریبی ساتھی بھی چھوڑ گئے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا اور عیسائیت مذہب کی بجائے محض ایک ثقافت کے طور پر رہ گئی۔ عیسائی کہلانے والے مذہبی تعلیم اور اس پر عمل کرنے سے بے زاری ظاہر کرنے لگے۔ یہ صورت حال بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ امریکہ اور یورپ میں گرجا گھر عبادت کرنے والوں سے خالی ہو گئے جس کی وجہ سے انتظامیہ انہیں فروخت کرنے پر مجبور ہونے لگی۔ آہستہ آہستہ یہ رجحان بڑھتا چلا گیا اور آج نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہر ملک اور ہر شہر میں گرجا گھر بکثرت فروخت کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بڑی شان کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں کہ ؏

”کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع!“

اہل دانش کے تثلیث کو الوداع کہنے کے یہ نظارے جرمنی میں بھی دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ چنانچہ یورپ کے اس طاقتور ترین عیسائی ملک میں بھی گرجا گھر فروخت ہونے لگے ہیں۔ یوں تو اس ملک میں جماعت احمدیہ سو باقاعدہ مساجد تعمیر کرنے کے منصوبہ پر عمل کر رہی ہے اور اب تک 60 سے زائد مساجد تعمیر بھی کر چکی ہے تاہم بعض مقامات پر مخصوص حالات کے پیشِ نظر ایسے فروخت ہونے والے گرجا گھر بھی خرید چکی ہے۔ حال ہی میں ہیسن صوبہ کے شمال میں قائم جماعت بادہیرس فیلڈ Bad Hersfeld کے ایک گاؤں Rottenberg a. der Fulda میں دو سال سے بند پڑے Apostolisch فرقہ کے ایک گرجا گھر کو خرید کر خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، اور سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے ”بیت اللطیف“ نام عطا فرمایا ہے، الحمدللہ۔

اس موقع پر امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی قیادت میں بیت السبوح فرانکفرٹ سے ایک وفد مؤرخہ 29 اکتوبر 2022ء کو یہاں پہنچا جس میں مبلغ انچارج مکرم صداقت احمد صاحب، نیشنل سیکرٹری جائیداد مکرم حمّاد احمد صاحب، ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد مکرم حافظ مظفّر عمران صاحب شامل تھے۔ علاوہ ازیں نیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد (آمد) مکرم راشد ارشد خان صاحب، مکرم ثاقب محمود صاحب کارکن شعبہ سو مساجد اور تاریخ کمیٹی و اخبار احمدیہ جرمنی کے ساتھ ایم ٹی اے کے نمائندے بھی موجود تھے۔

اس مسجد کا اِفتتاح نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے ساتھ عمل میں آیا۔ نمازوں کے فوراً بعد مقامی احباب جماعت کے ہمراہ ایک مختصر سی تقریب میں محترم امیر صاحب نے مقامی احباب جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں اس مسجد کو آباد رکھنے کے حوالے سے ان کی ذمہ داری یاد دلاتے ہوئے نصیحت کی کہ اب اس گاؤں کے رہنے والوں کو احساس ہونا چاہئے کہ اس مسجد میں آنے

مسجد بیت اللطیف کے افتتاح کے موقع پر مقامی افراد جماعت محترم امیر صاحب جرمنی و مبلغ انچارج جرمنی کے ساتھ

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم مظفر احمد صاحب، مکرم ملک فرخ محمود صاحب، مکرم صفدر لطیف صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم صداقت احمد صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم اعجاز احمد جنجوعہ صاحب مربی سلسلہ، مکرم خلیل احمد صاحب۔
کھڑے ہوئے: مکرم منصور احمد خلیل صاحب، مکرم مسعود احمد صدیقی صاحب، مکرم ولید محمود ملک صاحب، مکرم مبارز محمود ملک صاحب، مکرم زبیر احمد صاحب، مکرم عامر شیراز صاحب، مکرم مفلح احمد صاحب، مکرم محمد عثمان اشرف صاحب۔ نیچے بیٹھے ہوئے: عزیزم لقمان امجد لطیف، عزیزم عفّان اشرف، عزیزم خاقان اشرف، عزیزم عذیر شیراز
دائیں طرف کھڑا ایک ننّھا سا بچہ عزیزم حمزہ نور خلیل ابن مکرم منصور احمد خلیل صاحب ہے۔

والے لوگ پہلے سے بہت مختلف اور امن پسند ہیں۔ اس کے بعد محترم صداقت احمد صاحب نے امیر صاحب کی گفتگو کا اردو میں خلاصہ پیش کیا۔ آخر پر ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد مکرم حافظ مظفّر عمران صاحب نے مسجد کے اعداد و شمار پیش کئے جن کے مطابق اس جگہ کا کل رقبہ 1148 مربع میٹر ہے جس پر 85 مربع میٹر کا تعمیر شدہ ہال ہے۔ چونکہ یہ جگہ مقامی جماعت کے لئے ناکافی ہے اس لئے اس ہال کے اوپر ایک اَور منزل تعمیر کی جائے گی جہاں خواتین کے لئے مسجد کے ساتھ ساتھ دفاتر اور بیت الخلاء بنائے جائیں گے۔ اس مسجد کی خرید نیز اضافی منزل کی تعمیر کے جملہ اخراجات مکرم عمران ذکاء صاحب (محاسب و نائب امیر جرمنی برائے مال)، مکرم ابرار الحق صاحب (نیشنل سیکرٹری ضیافت) اور مکرم خالد محمود صاحب (مؤرفیلڈرن) ادا کرنے کی توفیق پائیں گے۔

اس مسجد کے ساتھ والے مکان میں ایک مخلص احمدی دوست مکرم ملک فرخ محمود صاحب گزشتہ بارہ سال سے اپنی اہلیہ اور چار بچوں کے ساتھ مقیم ہیں۔ موصوف نے ہی اس گرجاگھر کو خریدنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ملک صاحب موصوف نے اخبار احمدیہ کے نمائندہ کو بتایا کہ فروری 2014ء میں ان کی اہلیہ مکرمہ روبینہ سعید ملک صاحبہ نے ایک خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو گھر کے سامنے گرجاگھر کے باغیچہ میں کھڑے دیکھا۔

اس موقع پر حضورؒ نے ازراہِ شفقت پیار سے میرے سر پر ہاتھ بھی پھیرا۔

اس خواب کی اُس وقت تو سمجھ نہ آئی تاہم اب جبکہ یہ گرجاگھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عطا فرمودہ تحریک سو مساجد میں شامل ہو کر مسجد میں تبدیل ہو چکا ہے تو اس کی تعبیر واضح ہو گئی، الحمدللہ۔ اسی طرح اس جماعت کے ایک پرانے دوست مکرم رفیع احمد خان صاحب بتاتے ہیں کہ 80 کی دہائی میں وہ اس علاقہ میں آباد ہوئے تھے اور جب بھی اس گاؤں کے اس گرجاگھر کے سامنے سے گزرتے تو دل سے یہی خواہش دعا بن کر اٹھتی کہ کاش یہ گرجا ہمیں مسجد کے لئے مل جائے۔ اللہ نے ہماری خواہش پوری فرما دی اور اسی گاؤں میں یہ گرجا ہمیں بطور مسجد عطا فرما دیا ہے، الحمدللہ۔

یہ جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں کی آبادی کے عین درمیان میں کونہ پر واقع ہے اور سڑک سے نسبتاً بلند ہونے کی وجہ سے دور سے دکھائی دیتی ہے۔ اس کے اردگرد کی جگہ پر گھاس لگی ہوئی ہے، پچھواڑے میں ایک چھوٹا ہال تعمیر کرنے کی گنجائش موجود ہے جسے خواتین کے لئے مسجد کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عمارت کی خرید ساری جماعت کے لئے بابرکت ہو، ہم اسے خدائے واحد و یگانہ کی عبادت سے معمور رکھنے والے ہوں اور یہاں سے ہمیشہ امن اور سکون کی نورانی شعاعیں پھوٹتی اور پھیلتی رہیں، آمین۔

سالِ نو 2023ء کے

اہم جماعتی پروگرام

یکم جنوری	تہجد، وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ
23 جنوری	مرکزی صد سالہ جوبلی اجلاس (آن لائن)
20 فروری	یومِ مصلح موعودؓ
23 مارچ	یومِ مسیح موعودؑ
23 مارچ	آغاز رمضان المبارک (متوقع)
22 اپریل	عید الفطر (متوقع)
یکم مئی	Tag der offenen Moschee
12-14 مئی	مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی
27 مئی	یومِ خلافت
29 جون	عید الاضحیٰ (متوقع)
یکم جولائی	نیشنل چیریٹی واک (انصاراللہ جرمنی)
28-30 جولائی	جلسہ سالانہ برطانیہ
6 اگست	مرکزی صد سالہ جوبلی اجلاس (آن لائن)
یکم تا 3 ستمبر	جلسہ سالانہ جرمنی
3 اکتوبر	Tag der offenen Moschee
7-8 اکتوبر	مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ جرمنی
30 ستمبر تا یکم اکتوبر	جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ
25-26 نومبر	مجلس شوریٰ مجلس انصاراللہ جرمنی
2-3 دسمبر	صد سالہ جوبلی اجلاس (سال کا جائزہ)

شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی

دلچسپ سائنسی خبریں

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

بانجھ پن کا علاج

اگر کسی طبعی وجہ سے کسی شادی شدہ جوڑے کا فی الوقت بچہ پیدا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ اپنے جنسی خلیے یا انڈے منجمد کروا سکتے ہیں اور بعد میں انہی بیضوں کو استعمال میں لا کر اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ امریکی ریاست ٹینیسی میں 30 سال سے زیادہ عرصے سے منجمد ایمبریو (بیضے) کے ذریعے دو جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی ہے۔ خیال ہے کہ یہ سب سے طویل عرصے سے منجمد کسی ایمبریو کے ذریعے بچوں کی کامیاب پیدائش کا واقعہ ہے۔ 22 اپریل 1992ء میں یہ بیضے مائع نائٹروجن میں منفی 128 ڈگری سینٹی گریڈ پر رکھے گئے تھے۔[1]

NATIONAL EMBRYO DONATION CENTER

پہلی خاتون کا چاند کی جانب سفر

آرٹیمس اوّل نامی راکٹ کو چاند کے اردگرد خلائی سفر کے لیے روانہ کیا جا چکا ہے جو انسان کے دوبارہ چاند کی سطح پر اترنے کے مشن کے علاوہ اس سے بھی آگے تحقیقات کرے گا۔

50 سال کے وقفے کے بعد امریکی خلائی تحقیقی ادارہ ’ناسا‘ چاند کے سفر کے مشن کی جانب لوٹ رہا ہے۔ اس مرتبہ اس مشن کے پروگرام کا نام ’آرٹیمس‘ رکھا گیا ہے اور یہ وہ کارنامہ سرانجام دے گا جو مشن ’’اپالو‘‘ نہ کر سکا، یعنی پہلی خاتون کو چاند پر اتارنا۔[2]

GETTY IMAGES

انسانی فضلے سے کھاد

انسانی فضلے کو کام میں لانا شاید غیر روایتی لگے مگر اب اسے معیشت کے اہم حصے کے طور پر دیکھا جانے لگا ہے۔ اس عمل کو ’سرکلر سینیٹیشن‘ کہتے ہیں۔ سرکولر سینیٹیشن کا نظام مہیا کرنے والی کمپنی ’پوئنٹ آف شِفٹ‘ سے وابستہ کیملی میکولیلیمز کہتے ہیں کہ ’لوگوں کو اب احساس ہو رہا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ پائیدار نہیں ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اب خاص طور سے امریکہ میں سرکلر سینیٹیشن میں لوگ بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ انسانی فضلے سے تیار کردہ کھاد میں زرخیزی پیدا کرنے والے عناصر، نائٹروجن، پوٹاشیم اور فاسفورس تو زیادہ مقدار میں پائے ہی جاتے ہیں، اس کے ساتھ پودوں کو درکار دوسرے اجزا، جیسا کہ میگنیشیم، فولاد، زنک اور سوڈیم بھی پائے جاتے ہیں جو پودوں کو بڑھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ طریق ماحول دوست بھی ہے اور کھاد پر خرچ ہونے والی خطیر رقوم کی بچت بھی ہوتی ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسانی فضلے کو دریاؤں میں بہانے

LINA ZELDOVICH

سے بیماریاں پھیل سکتی ہیں، جبکہ پتوں اور دیگر گھاس پھوس سے ملا کر خشک کر لینے سے اعلیٰ کوالٹی کی قدرتی کھاد میسر آتی ہے۔

کائناتی ملاپ

معروف خلائی دوربین Hubble نے ایک انتہائی غیر معمولی اور حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے جس کو امریکی خلائی تحقیق کے ادارے ناسا نے جاری کیا ہے۔ اس تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ دو گلیکسیز (Galaxies) آپس میں مل رہی ہیں۔ اس تصویر میں چھپی حیرتوں کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری زمین و آسمان اور سورج یہ تمام ایک گلیکسی کا نہایت چھوٹا سا حصہ ہیں۔ اس لحاظ سے جب دو گلیکسیز آپ میں ملیں تو تصور کیجئے کہ اس سے کتنی کائناتوں کا ادغام ہوتا ہوگا! قارئین میں سے اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال اُٹھے کہ ہمیں اتنی بڑی تبدیلی کا احساس کیوں نہیں ہوتا تو یاد رہے کہ یہ عمل زمین سے 670 ملین نوری سالوں کی مسافت پر ہوا ہے جس کے باعث زمین پر اس کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔

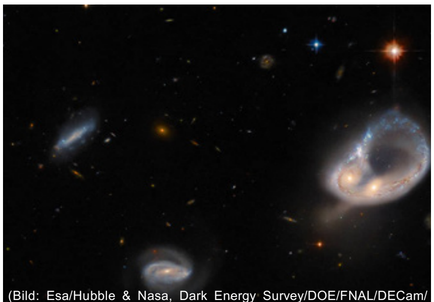

(Bild: Esa/Hubble & Nasa, Dark Energy Survey/DOE/FNAL/DECam/CTIO/NOIRLab/NSF/AURA, J. Dalcanton)

1-https://www.bbc.com/urdu/articles/c97qe996pnyo

2-https://www.bbc.com/urdu/articles/c4nkx2ln1yxo

3-https://www.bbc.com/urdu/articles/c51257gd65go

4-https://www.golem.de/news/astronomie-hubble-fotografiert-spektakulaere-galaxienkollision-2211-170064.html

مدبّر احمد خان

قسط اوّل

مثنوی قادر نامہ

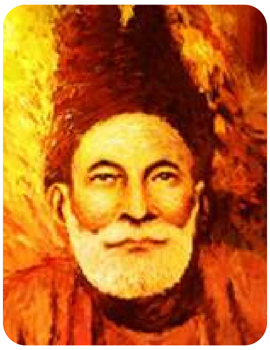

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے سات بچے تھے لیکن افسوس ان میں سے کوئی بھی پندرہ ماہ سے زائد تک نہ جیا اور غالبؔ لا ولد ہی مرے۔ اپنی اسی تنہائی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر غالب نے زین العابدین خاں عارف کو متبنیٰ بنا لیا تھا جو ان کی بیوی کے بھانجے تھے۔ لیکن عین شباب کے عالم میں پینتیس سال کی عمر میں، عارف بھی وفات پا گئے، اور انہی عارف مرحوم کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کے لیے غالب نے 'مثنوی قادر نامہ' لکھی تھی۔ دراصل یہ مثنوی ایک طرح کی لغت نامہ ہے جس میں غالبؔ نے عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اردو مترادف بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو سکے۔

قادر اور اللہ اور یزداں خدا
ہے نبی مرسل پیمبر رہنما

پیشوائے دیں کو کہتے ہیں امام
وہ رسول اللہ کا قائم مقام

ہے صحابی دوست خالص ناب ہے
جمع اس کی یاد رکھ اصحاب ہے

بندگی کا ہاں عبادت نام ہے
نیک بختی کا سعادت نام ہے

کھولنا افطار ہے اور روزہ صوم
لیل یعنی رات دن اور روز یوم

ہے صلوٰۃ اے مہرباں اسم نماز
جس کے پڑھنے سے ہو راضی بے نیاز

جانماز اور پھر مصلّیٰ ہے وہی
اور سجادہ بھی گویا ہے وہی

اسم وہ ہے جس کو تم کہتے ہو نام
کعبہ مکہ وہ جو ہے بیت الحرام

گرد پھرنے کو کہیں گے ہم طواف
بیٹھ رہنا گوشے میں ہے اعتکاف

پھر فلک چرخ اور گردوں اور سپہر
آسماں کے نام ہیں اے رشک مہر

مہر سورج چاند کو کہتے ہیں ماہ
ہے محبّت مہر لازم ہے نباہ

غرب پچھّم اور پورب شرق ہے
ابر بدلی اور بجلی برق ہے

آگ کا آتش اور آذر نام ہے
اور انگارے کا اخگر نام ہے

تیغ کی ہندی اگر تلوار ہے
فارسی پگڑی کی بھی دستار ہے

نیولا راسو ہے اور طاؤس مور
کبک کو ہندی میں کہتے ہیں چکور

خم ہے مٹکا اور ٹھلیا ہے سبو
آب پانی بحر دریا نہر جُو

چاہ کو کہتے ہیں ہندی میں کنواں
دود کو ہندی میں کہتے ہیں دھواں

دودھ جو پینے کا ہے وہ شیر ہے
طفل لڑکا اور بوڑھا پیر ہے

سینہ چھاتی دست ہاتھ اور پا پاؤں
شاخ ٹہنی برگ پتا سایہ چھاؤں

ماہ چاند اختر ہیں تارے رات شب
دانت دنداں ہونٹ کو کہتے ہیں لب

استخواں ہڈی ہے اور ہے پوست کھال
سگ ہے کتا اور گیدڑ ہے شغال

تل کو کنجد اور رُخ کو گال کہہ
گال پر جو تِل ہو اس کو خال کہہ

کیکڑا سرطان ہے کچھوا سنگ پشت
ساق پنڈلی فارسی مٹھی کی مُشت

ہے شکم پیٹ اور بغل آغوش ہے
کہنی آرنج اور کندھا دوش ہے

ہندی میں عقرب کا بچھّو نام ہے
فارسی میں بھوں کا ابرو نام ہے

ہے وہی کژدم جسے عقرب کہیں
نیش ہے وہ ڈنک جس کو سب کہیں

ہے لڑائی حرب اور جنگ ایک چیز
کعب ٹخنا اور شتالنگ ایک چیز

ناک بینی پرّہ نتھنا گوش کان
کان کی لَو نرمہ ہے اے مہربان

چشم ہے آنکھ اور مژگاں ہے پلک
آنکھ کی پتلی کو کہیے مردُمک

منہ پہ گر جھرّی پڑے آژنگ جان
فارسی چھینکے کی تو آونگ جان

دنیا کا قدیم ترین تحریری جملہ دریافت

حال ہی میں ہاتھی سے بنی کنگھی پر لکھے حروف تہجی پر مشتمل جملے کو دنیا کا قدیم ترین تحریری جملہ قرار دیا گیا ہے۔ نئی تحقیق کے مطابق 3700 سال پرانی کنگھی پر 7 الفاظ پر مشتمل نقش کاری پر مشتمل جملے کنعانی زبان کے ہیں جو لاطینی زبان کا ماخذ بنی تھی اور موجودہ عہد کے اسرائیل، فلسطین اور اردن میں بولی جاتی تھی۔ Herbrew یونیورسٹی کے محققین کے مطابق یہ حروف تہجی پر مبنی پہلی زبان ہے اور اس وجہ سے یہ دریافت انسانوں کی لکھنے کی صلاحیت کی تاریخ کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کنگھی 2016ء میں دریافت ہوئی تھی مگر اس وقت اس تحریر کا علم نہیں ہوسکا تھا۔ 2021ء میں ایک محقق نے کنگھی کی آئی فون سے لی گئی ایک تصویر کو زوم کیا تو یہ تصویر نظر آئی جس پر تحقیق کی گئی۔

دنیا کا دکھی ترین گوریلا کونسا؟

تھائی لینڈ میں قید ایک گوریلے کو دنیا کا دکھی ترین گوریلا قرار دیا جا رہا ہے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق تھائی لینڈ میں شاپنگ مال کے اوپر قائم چڑیا گھر میں قید گوریلے کے مالکان کی جانب سے اس کی رہائی کے عوض ایک خطیر رقم مانگی جارہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق یہ گوریلا 1990ء میں جرمنی سے تھائی لینڈ منتقل کیا گیا تو اس وقت وہ ایک سال کا تھا جبکہ اس وقت اس کی عمر 33 سال ہے۔ لوہے کے چھوٹے سے پنجرے میں قید اس گوریلے کی رہائی کے لئے 7 لاکھ 80 ہزار ڈالرز کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جانوروں کے حقوق کے لئے کام کرنے والے ادارے اس کی رہائی کے لئے کوششوں میں مصروف ہیں۔

انسان کو نہلا کر خشک کرنے والی مشین

جاپان میں ایک ایسی مشین تیار کی گئی ہے جو انسان کو نہلانے کے بعد 15 منٹ میں خشک بھی کر دیتی ہے۔ یہ ہیومن واشنگ مشین جاپان کی اس کمپنی نے تیار کی ہے جو باتھ روم اور کچن میں استعمال ہونے والے آلات تیار کرتی ہے۔ اس مشین کا تصور 1970ء میں اوساکا ایکسپو میں جاپان کی معروف کمپنی سانیو نے پیش کیا تھا اور الٹرا سونک باتھ کا نام دیا تھا۔ اس مشین کی خاصیت یہ ہے کہ 15 منٹ کے مختصر وقت میں کسی بھی انسان کو نہلا کر اس کا مساج اور خشک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جرمن وزیر صحت کو قتل کی دھمکیاں

جرمن کے وزیر صحت کارل لاؤٹر باخ نے کولون شہر کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ انہیں جان سے مارنے کی دھمکیوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اب ایسی صورتحال ہو چکی ہے کہ وہ کولون میں اپنے ہی گھر کے باہر گاڑی پارک نہیں کرسکتے اور محافظوں کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ انہوں نے اس کی وجہ کورونا کی پابندیاں بتائی ہیں۔

جرمنی میں ترک مسجد کو دھمکی آمیز خط

جرمنی میں ترک اسلامی مذہبی امور یونین سے تعلق رکھنے والی ایک مسجد کو دھمکی آمیز خط ملا ہے۔ یہ مسجد شمالی جرمنی کے شہر گوٹنگن میں واقع ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ خط نسل پرستانہ دھمکی آمیز ہے جس پر صلیب کا نشان بنا ہوا ہے۔ گوٹنگن مسجد انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ بیان کے مطابق گزشتہ منگل کو وصول ہونے والے اس دھمکی آمیز خط کو پولیس کے حوالے کردیا گیا ہے اور باقاعدہ شکایت درج کرادی گئی ہے۔

کم سن بچی کو قید میں رکھنے پر تفتیش

جرمنی میں ایک 8 سال کی بچی کو سات برس تک قید رکھنے کے جرم میں پولیس نے ماں اور نانا نانی کے خلاف تفتیش شروع کردی ہے۔ جرمن استغاثہ کے مطابق بچی کو آزاد کروا کر سرکاری سرپرستی میں رکھا گیا ہے۔ بہبود کے محکمہ کے اہلکاروں کے مطابق وہ بچی روزمرہ کے کام کرنے سے ہچکچا رہی ہے، حکام کے مطابق بچی نے کبھی جنگل یا سبزہ تک نہیں دیکھا۔ حکام کے مطابق بچی کی والدہ نے یہ بتایا ہوا تھا کہ بچی اٹلی چلی گئی ہے۔ یہ واقعہ مغربی جرمنی کے علاقے سرے لینڈ میں ہوا ہے۔

تحریر: آفاق احمد زاہد

اللہ رے ذوقِ دشت نَوردی

مجلس صحت جرمنی کے تحت گزشتہ سال سے ہائیکنگ کی جا رہی ہے۔ امسال دو روزہ ہائیکنگ (25 تا 27 اگست 2022ء) کے لئے آسٹریا اور اٹلی کی سرحد پر واقع بلند و بالا پہاڑیوں (Alpen) کا انتخاب کیا گیا اور اس علاقہ کی دوسری بلند ترین چوٹی Weißkugel (3738 میٹر) کو سر کرنے کا ہدف رکھا گیا۔

اس پروگرام کا آغاز 25 اگست کو بیت الشکور ناصر باغ میں نماز فجر سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم باسل اسلم صاحب مربی سلسلہ نے مختصر درس میں گزشتہ سال ماؤنٹ ایورسٹ پر لوائے احمدیت لہرانے والے مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب شہید کا ذکر خیر کیا اور تمام حصہ لینے والے احباب کو اس سفر کے نیک مقصد کی طرف توجہ دلائی۔ روانگی سے قبل مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی جس کے بعد جماعت جرمنی کے آئرن مین مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی قیادت میں سفر کا آغاز ہوا۔

آٹھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد قافلہ اٹلی کے علاقہ Glieshof (1824 میٹر) پہنچا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور کھانے کے بعد یہاں گاڑیاں پارک کر کے ساڑھے تین گھنٹے کی ہائیکنگ کے بعد ہم 2680 میٹر کی بلندی پر واقع ہوٹل Oberetteshütte پہنچے اور رات قیام کیا۔ ہائیکنگ کے دوران جوں جوں بلندی کی طرف بڑھتے جاتے تو ایک سے بڑھ کر ایک دلفریب نظارہ دیکھنے کو ملتا۔ آغاز میں ہی بائیں جانب گلیشیر کے پانیوں سے تیز رفتار بہتی ندی تو کہیں چشموں کا پانی اور کہیں خوبصورت آبشاریں دیکھ کر تھکان جاتی رہتی۔

اگلے دن 26 اگست کی صبح پونے پانچ بجے ہوٹل میں باجماعت نماز فجر ادا کی گئی جس کے بعد مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے قیام الصلوٰۃ کے موضوع پر مختصر درس دیا۔ ناشتہ کے بعد پہاڑ کی چوٹی Weißkugel کو سر کرنے کے لیے دشوار گزار ہائیکنگ کی تیاری کے بعد دعا کے ساتھ سفر شروع ہوا۔

آغاز میں مکرم نیشنل امیر صاحب نے تمام شاملین کو بتایا کہ یہ ایک مشکل منزل ہے کیونکہ آدھا راستہ خشک پہاڑ ہیں جبکہ آدھے راستے میں گلیشیر اور برف ہوگی اس لیے سب کے لیے لازم نہیں ہے کہ وہ چوٹی تک ضرور پہنچیں۔ جس کی جتنی ہمت ہو وہ اتنا سفر کرلے اور اردگرد کے ماحول سے محظوظ ہو۔

ہوٹل سے چوٹی تک ایک ہزار میٹر کی بلندی کا یہ راستہ انتہائی دشوار گزار اور توقع سے بہت زیادہ مشکل تھا۔ اپنی منزل مقصود کے لیے چٹیل پہاڑوں پر پتھریلی پگڈنڈیوں اور گلیشیرز سے گزرنا تھا جس کی وجہ سے ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھنے کی ضرورت تھی۔ کسی کا ایک غلط قدم بھی سینکڑوں فٹ گہری کھائی میں گرا سکتا تھا۔ پہاڑ پر کسی حفاظتی رسّی کا بھی انتظام نہ تھا۔ اس دوران جہاں ہمّت جواب دینے لگتی تو پُر جوش نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے جاتے۔ ہر طرف خاموشی میں پہاڑوں سے ٹکرانے والے نعروں کی گونج دُور دُور تک سنائی دیتی رہی۔

اوپر دی گئی تصویر میں دائیں سے بائیں۔ آفاق احمد زاہد، مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم حامد احمد صاحب، مکرم فاتح احمد عزیز صاحب، مکرم مظہر اقبال صاحب، مکرم میاں عمر عزیز صاحب، مکرم راحیل احمد صاحب، مکرم محمد یوسف صاحب، مکرم سہیل احمد ملک صاحب، مکرم واصل احمد صاحب، مکرم لقمان احمد وڑائچ صاحب

3500 سومیٹر کی بلندی سے آلپن کے خوبصورت پہاڑی سلسلے کا منظر

بہر حال ایک کے بعد دوسرا بلند پہاڑ سَر کرنے کے بعد ہمیں کئی کلومیٹر دُور سے اپنی منزل نظر آنا شروع ہو گئی یعنی وہ چوٹی جسے سَر کرنے کے لیے ہم نکلے تھے۔ دور سے کئی کلومیٹر پر پھیلے گلیشیئرز نظر آنے لگے۔ پہاڑوں کا سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ سامنے نظر آنے والا پہاڑ بظاہر بہت قریب معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل وہ خاصا دُور اور گھنٹوں کی مسافت پر ہوتا ہے۔ خیر چلتے چلتے ہم گلیشیئر کے قریب ایک جھیل پر پہنچے جس میں گلیشیئر کا پانی جمع ہو کر آبشار بن کر گہرائی میں گر رہا تھا۔ یہاں سے ہمارا گلیشیئر پر سفر شروع ہوا جس پر چلنے کے لیے ہم نے جوتوں کے نیچے لوہے کے نوک دار تلوے لگا لئے کہ اب ان کے بغیر چلنا ممکن نہ تھا۔

یہاں پہنچنے پر احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے کس قدر بڑے ذخیرے کو اس طرح محفوظ کر رکھا ہے اور سال بھر اپنی مخلوق کے لیے اس برف کو قطرہ قطرہ پگھلا کر دریاؤں اور ندی نالوں کو رَواں رکھا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور بات کا احساس بڑی شدّت سے ہوا کہ ہم سطح سمندر سے قریباً تین ہزار میٹر کی بلندی تک پہنچ چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں اردگرد کے بلند و بالا پہاڑوں پر چند گلیشیئر ہی نظر آئے جو غیر معمولی بات تھی۔ مختلف ذرائع ابلاغ پر تو ہم خبریں سنتے اور دیکھتے رہتے ہیں کہ سال بہ سال زمین کا درجہ حرارت بڑھتا جا رہا ہے اور اس کی وجہ سے گلیشیئر اپنی معمول کی رفتار سے بہت تیزی سے پگھل رہے ہیں، اس کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے تھے۔ ایسے لگتا جیسے پہاڑوں کی ننگی اور بے رونق چوٹیاں ہم انسانوں کو منہ چڑا کر کہہ رہی ہوں کہ تمہاری بے لگام ترقی کی دوڑ میں ہم برف کی خوبصورت سفید چادر سے محروم ہو چکی ہیں۔ گلیشیئر کے بہت تیزی سے پگھلنے کی وجہ سے برف کے بڑے بڑے تودوں کے درمیان انتہائی گہری اور خوفناک کھائیاں پیدا ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے ان دراڑوں کو پار کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ کسی بھی لمحہ ایک معمولی سی لغزش بھی ہمیں کسی مشکل امتحان میں ڈال سکتی تھی۔ لیکن تمام مہم جو ایک دوسرے کی ہمّت بندھاتے اور قدرت کے اس شاہکار سے لطف اندوز ہوتے، ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کا وِرد کرتے آگے بڑھتے رہے اور دائیں بائیں نظریں دوڑا کر ایسی جگہ کی تلاش کرتے جہاں برف کے تودوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو۔ کچھ دیر گلیشیئر پر سفر کرنے کے بعد حفاظتی بیلٹ پہن کر سب نے ایک دوسرے کو ایک مضبوط رَسّے کے ذریعہ باندھ لیا تا کہ اگر خدانخواستہ کوئی پھسل جائے تو سب مل کر اس کی مدد کر سکیں۔

تین ہزار میٹر سے زائد بلندی پر آکسیجن کی کمی کا احساس ہونے لگا۔ یہ تجربہ بھی بہت سے غیر تجربہ کار مہم جوؤں کے لیے نیا تھا۔ چند دوستوں کے لیے اس قدر بلندی پر پہنچنا مشکل تھا اس لیے وہ قریباً تین ہزار میٹر تک ہی پہنچ پائے۔

چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہم 3500 میٹر سے زائد بلندی تک پہنچ چکے تھے جبکہ ہماری منزل 3738 میٹر تھی۔ اس بلندی پر پہنچے تو وہی مسئلہ ایک بار پھر درپیش تھا کہ گلیشیئر کے پگھلاؤ کی وجہ سے چوٹی سے قریباً دو سو میٹر پہلے ایک بہت بڑی دراڑ حائل ہو گئی اور آگے چوٹی پر چڑھنے کے لیے جسم و جان کو انتہائی خطرہ میں ڈالنے والی بات تھی۔ چوٹی پر چڑھنے کے لیے جس رَسّی کی ضرورت تھی وہ ہم لوگ اپنا وزن کم کرنے اور چوٹی کے پاس اس مشکل صورتِ حال کا اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے کافی پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ چند دوست ہمّت کر کے جان ہتھیلی پر رکھتے ہوئے اس دراڑ کو پار کرنے میں کامیاب تو ہو گئے جن میں مکرم امیر صاحب جرمنی وامیر قافلہ بھی تھے لیکن انہوں نے صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد دیگر ساتھیوں کو سمجھایا کہ ضروری نہیں کہ ہم چوٹی تک پہنچ سکیں۔ ہم جس حد تک کامیاب ہو گئے ہیں یہ ہی ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس مرتبہ گیارہ افراد 3500 میٹر سے زائد بلندی تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

اب سب نے اکٹھے ہو کر تصاویر بنائیں اور جماعت احمدیہ کا جھنڈا لہرا کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ سب مہم جوؤں کے ویڈیو انٹرویوز کر کے ان کے جذبات اور تأثرات کو محفوظ کیا گیا۔ اکثر افراد کے لیے یہ ایک نیا تجربہ تھا جس کی وجہ سے سب خوش تھے۔

بعد دوپہر 3500 میٹر سے زائد بلندی پر ایک گھنٹہ کا وقت گزارنے اور دلفریب بلند و بالا پہاڑی سلسلوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے بعد واپسی کا سفر شروع کیا گیا۔ جہاں اس بلندی تک چڑھنا آسان کام نہیں تھا وہاں اُترنا بھی سہل اور خطروں سے خالی نہ تھا۔ ہر قدم نہایت احتیاط کے ساتھ اُٹھانا پڑتا تھا۔ جن دشوار گزار پہاڑوں سے ہوتے ہوئے ہم اس جگہ پر پہنچے تھے انہی کو ایک مرتبہ پھر پار کرنا تھا۔ گلیشیئر کے مشکل سفر کے بعد ہم شام چھ بجے کے قریب جھیل پر رُکے اور بہتے یخ بستہ پانی سے وضو کر کے پتھریلی جگہ پر بیٹھ کر ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ رات پونے نو بجے آخری گروپ ہوٹل (2680 میٹر) پہنچا۔ اب حال یہ تھا کہ شدید تھکاوٹ کی وجہ سے آگے پارکنگ تک جانا انتہائی مشکل

مرحلہ دکھائی دے رہا تھا۔ ہوٹل میں کھانا کھایا اور نماز مغرب وعشاء ادا کر کے 10:50 پر گھپ اندھیرے اور بارش میں ٹارچوں کی روشنی میں پارکنگ (1824 میٹر) کی طرف سفر شروع کیا گیا۔ تاریکی اور بارش کی وجہ سے جنگل والے حصہ سے گزرنے کی بجائے کافی حد تک نیچے جا کر جیپوں کے لیے یا ٹریکٹر وغیرہ کے لیے بنائے گئے چوڑے مگر قدرے طویل راستہ کا انتخاب کیا گیا۔ مگر سفر تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ سارا راستہ بارش کی وجہ سے ہر کوئی بھیگا ہوا تھا، پاؤں درد کر رہے تھے، نیند غالب آ رہی تھی اور چلتے رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ یہ پیدل سفر رات دو بجے کے بعد ختم ہوا اور اس طرح چار گھنٹے سے زائد وقت ہمیں گاڑیوں تک پہنچنے میں لگا۔

رات پونے تین بجے ناصر باغ کی طرف پانچ گھنٹے سے زائد کا سفر شروع کیا اور 27 اگست 2022ء کی صبح قریباً ساڑھے دس بجے آخری گاڑی بخیر و عافیت ناصر باغ پہنچ گئی۔ یہاں ناشتہ کے بعد سب دوست اس مشکل مہم کی کامیابی پر اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے خوشی خوشی رخصت ہوئے کہ اس مہم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی بھی حادثہ سے محفوظ رہے، الحمدللہ۔ فوٹو گرافی کے لیے شعبہ سمعی وبصری جرمنی کے کارکنان مکرم عبدالسمیع شاد صاحب اور مکرم باصر احمد صاحب شریک سفر رہے۔

اس مہم میں مندرجہ ذیل سولہ افراد نے حصہ لیا جن میں سے اوّل الذکر گیارہ دوست 3500 میٹر سے زائد بلندی تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)
مکرم میاں عمر عزیز صاحب (صدر مجلس صحت ہائیکنگ گروپ)
مکرم ملک سجیل احمد ملک صاحب مربی سلسلہ، مکرم واصل احمد صاحب، مکرم فاتح احمد عزیز صاحب، مکرم مظہر اقبال صاحب، مکرم راحیل احمد صاحب، آفاق احمد زاہد (خاکسار)، مکرم لقمان احمد وڑائچ صاحب، مکرم محمد یوسف صاحب، مکرم حامد احمد صاحب، مکرم راشد غفار صاحب، مکرم مرزا لقمان احمد صاحب، مکرم ارباز خان صاحب، مکرم باصر احمد صاحب، مکرم عبدالسمیع شاد صاحب

بقیہ: حدیثِ مجدّدین پر ایک نظر از صفحہ 40

''اس وسیع بدھ دنیا میں اور اس کی حکمرانی کی اس طویل مدّت میں کوئی ایسا مصلح سامنے نہ آیا جو حقیقی بدھ مت کی طرف دعوت دے اور اس جدید اور منحرف مذہب کا پوری قوّت کے ساتھ مقابلہ کرے اور اس کا دورِ شباب اور اس کی گمشدہ سادگی اور صفائی پھر سے واپس لے آئے''۔

(تلاش ہند۔ پنڈت جواہر لال نہرو صفحہ 201، بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت از مولانا محمد سلیمان ندوی جلد 1 صفحہ 32)

یہی حال ہندو مذہب کا ہوا اور یہی حال عیسائیت کا ہوا۔ عیسائیت کے بگاڑ کا تذکرہ کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

''اگر ہم اس کے اسباب تلاش کریں کہ سولہویں صدی سے قبل اصلاح مذہب (ریفارمیشن) کی کوششوں میں جزوی کامیابی بھی کیوں نہ ہوئی تو بلا کسی دشواری کے کہہ سکتے ہیں کہ سب سے بڑا سبب قرونِ وسطیٰ کی ماضی کی مثالوں کی غلامی تھی۔ (ایضاً صفحہ 28)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک مذہب میں زندگی کی روح پھونکنے والے افراد موجود نہ ہوں مذہب زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ زندگی کے تقاضے ہر وقت جواں ہیں، مادیت کا درخت سدا بہار ہے۔ نفس پرستی کی تحریک اور اس کے مذہب کو حقیقتاً کسی تجدید کی ضرورت نہیں کہ اس کی ترغیبات اور اس کے محرکات قدم قدم پر موجود ہیں پھر بھی اس کی تاریخ اس کے پُرجوش داعیوں اور کامیاب ''مجدّدوں'' سے کبھی خالی نہیں رہی اور حدیث رسولؐ کے مطابق ایسے ''ائمہ مضلّین'' (ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی الائمۃ) پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس کی جوانی کو قائم رکھا اور اس کی دعوت کو ہر دَور میں پھیلاتے رہے اور یہ کہتے رہے ؏

گرچہ پیر ہے مومن، جواں ہے لات و منات

جب حدیث رسولؐ کا پہلا حصّہ پورا ہو گیا تو لازماً دوسرا حصہ یعنی بعثت مجدّدین کے وعدے کا ایفاء بھی ضروری تھا۔ اس مادیت کا مقابلہ جب تک نئی زندگی اور روح کے ساتھ نہ کیا جاتا تو مادیت کی ہماہمی میں حق کا بچنا بلکہ مادیت پر غلبہ پانا مشکل تھا لیکن خدا نے رحم فرماتے ہوئے سلسلہ مجدّدین جاری فرمایا اور اسلام میں تاریخ دعوت وعزیمت اتنی ہی طویل ہے جتنی اسلام کی زندگی۔ جب بھی اُمّتِ محمدیہ کو کسی فتنے نے گھیرا اور ایک مردِ مومن کی ضرورت محسوس ہوئی تو خدا نے اس کا خاطرخواہ انتظام کر دیا۔ قدریت، جہمیت، اعتزال، خلق قرآن، وحدت الوجود اور دینِ الٰہی ایسے بے شمار فتن بپا ہوئے مگر اسلام کے حقیقی علمبرداروں نے خم ٹھونک کر ان کا مقابلہ کیا اور ہر فتنے کے مقابلے میں قرآن وسنّت کی افضلیت ثابت کی۔ ہمارے موجودہ دور میں بھی ہر صدی کے سر پر جب اسلام اندرونی وبیرونی حملوں کی آماجگاہ بن گیا تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر ایک دفعہ پھر اپنے وعدہ کو سچّا ثابت کر دکھایا۔ مجدّدیت کی جاری وساری نعمت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

''اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو لَقَدْ اَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنٰتٍ کے ذریعہ اسلام کی روشنی کو ظاہر کرتے رہے۔ چنانچہ ابتدائی زمانہ میں حضرت جنید بغدادیؒ ہوئے، حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ ہوئے، شبلیؒ ہوئے، ابراہیم ادھمؒ ہوئے، ابن تیمیہؒ ہوئے، ابن قیّمؒ ہوئے، امام غزالیؒ ہوئے، حضرت محی الدین ابن عربیؒ ہوئے اور ان کے علاوہ ہزاروں اور بزرگ ہوئے۔ پھر آخری زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب محدّث ہوئے، شیخ شہاب الدینؒ صاحب سُہروردی ہوئے، خواجہ بہاؤالدین صاحب نقشبندیؒ ہوئے۔ نظام الدین صاحب اولیاءؒ ہوئے، خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکیؒ ہوئے، فریدالدین صاحب گنج شکرؒ ہوئے، حضرت سیّد احمد صاحب بریلویؒ ہوئے، حضرت شیخ احمد صاحب سرہندیؒ مجدّد الف ثانی ہوئے۔ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کا قرب پا کر آيَاتٍ مُبَيِّنٰتٍ کا مقام حاصل کر گئے اور ان میں سے ہر شخص کو دیکھ کر لوگ اپنا ایمان تازہ کرتے تھے۔ پھر جب ان کا نور دُھندلا ہوا تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے اندر پیدا کیا اور آپ کا وجود ہمارے لئے آيَاتٍ مُبَيِّنٰتٍ بن گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 359،358)

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

بیت البصیر مہدی آباد

مؤرخہ 16 اکتوبر 2022 بروز اتوار جماعت احمدیہ مہدی آباد کو جلسہ سیرۃ النبی ﷺ زیرِ صدارت مکرم سلیم احمد صاحب ظور مسجد بیت البصیر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مع اردو ترجمہ مکرم طیّب صدیق صاحب کے حصہ میں آئی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم سہیل نواز نے پیش کیا جس کے بعد مکرم سفیان احمد صاحب نے نظم پڑھی۔

مکرم حبیب احمد صاحب گھمن مربی سلسلہ (کیل) نے جرمن زبان میں اسوۂ حسنہ ﷺ پر عمل کرنے اور اسلامی آداب اختیار کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے انہیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ مکرم منیر احمد صاحب باجوہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نعت خوش الحانی سے پیش کی۔ مکرم مشہود احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ نے اردو میں تقریر کی جس کا رَواں جرمن ترجمہ مکرم راشد احمد صاحب نے کیا۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ناصرات الاحمدیہ نے نعت ''علیک الصلوٰۃ علیک السلام'' خوش الحانی سے پیش کی۔ جلسہ کے آخر میں صدر جماعت مکرم سلیم احمد صاحب نے بعدہٗ مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی اختتامی دعا مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ کیل نے کروائی۔ نمازِ ظہر و عصر ادا کی ادائیگی کے بعد شاملین کے لیے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا جس کا اہتمام مکرم غلام مصطفیٰ ودود صاحب نے کیا تھا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(محمد کولمبس خاں، مہدی آباد جرمنی)

لوکل امارت ہمبرگ

امسال لوکل امارت ہمبرگ کو مسجد بیت الرشید میں تعمیراتی کام کی وجہ سے جلسہ سیرت النبی ﷺ دو مختلف مقامات Burgerhaus Bornheide اور Bürgersaal Wandsbek میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

Burgerhaus Bornheide

مؤرخہ 9 اکتوبر 2022ء دوپہر 12 بجے Burgerhaus میں جلسہ سیرت النبی ﷺ زیرِصدارت مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مع جرمن ترجمہ مکرم حنان احمد باجوہ صاحب کے حصہ میں آئی جبکہ اردو ترجمہ مکرم محمد اقبال صاحب نے پیش کیا جس کے بعد مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا۔ نظم کا جرمن ترجمہ مکرم Asim Steckel صاحب نے پیش کیا۔ جلسہ کی پہلی تقریر برموضوع ''رسول کریم ﷺ کا عفوو درگزر'' مکرم فراز احمد رانا صاحب مربی سلسلہ نے اردو و جرمن زبان میں کی۔ دوسری تقریر مکرم شاہد محمود صاحب نے برموضوع ''رسول کریم ﷺ صادق و امین'' کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم وقاص شاہین صاحب نے پیش کیا۔ جلسہ کی اختتامی دعا مکرم فراز احمد رانا صاحب مربی سلسلہ نے کروائی جس کے بعد شاملین میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

Bürgersaal Wandsbek

لوکل امارت ہمبرگ کا دوسرا جلسہ سیرت النبی ﷺ 9 اکتوبر کو ہی سہ پہر تین بجے Bürgersaal میں زیرِصدارت لوکل امیر صاحب منعقد ہوا۔ جلسہ کے آغاز میں تلاوت قرآنِ کریم مع ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم ناصر احمد جاوید صاحب کے جبکہ اردو ترجمہ کی مکرم حافظ عتیق احمد صاحب کے حصہ میں آئی۔ مکرم رفیع احمد کھوکھر صاحب نے منظوم کلام پیش کیا جس کا ترجمہ مکرم ملک انتصار احمد صاحب نے پیش کیا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب نے آنحضور ﷺ کے اخلاق اور اسوۂ حسنہ کے موضوع پر کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم راشد احمد باجوہ صاحب نے پیش کیا۔ جلسہ کی دوسری تقریر برموضوع ''آنحضور ﷺ کی عبادات'' مکرم عطاء الکریم انصر صاحب مربی سلسلہ نے اردو و جرمن زبان میں کی۔ بعدہٗ مکرم حامد نواز صاحب نے نظم پیش کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم احسن رزاق صاحب نے پیش کیا۔

جلسہ کی آخری تقریر مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر ہمبرگ نے ''درود شریف کی اہمیت'' کے موضوع پر کی جس کے بعد مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی جس کے بعد شاملین کے لیے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ (رپورٹ: طاہر احمد نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی برائے ہمبرگ)

شکریہ احباب جماعت

خاکسار اپنی بیٹی عزیزہ مونا نصرت احمد صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحئی صاحب (نواسی مکرم چودھری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ سلسلہ جرمنی) کی وفات پر مکرم لوکل امیر صاحب ہمبرگ مربیان کرام اور تمام احباب جماعت مرد و خواتین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے غم کی اس گھڑی میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا میرے دکھ میں شریک ہوئے اور میرا حوصلہ بڑھایا۔ کثیر تعداد میں نماز جنازہ اور تدفین میں شامل ہو کر اپنی دلی دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب و خواتین کو اپنے فضلوں سے نوازے، مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم غمزدگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کے بچوں کا آپ حافظ و ناصر ہو آمین۔

نوٹ: گزشتہ شمارے میں مرحومہ کے اعلان وفات میں نام کے ساتھ بھٹی لکھا گیا ہے جبکہ درست نام مونا نصرت احمد حئی ہے۔

(امۃ المجید المعروف باجی موجی، ہمبرگ)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم ناصر مسلم کاہلوں صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چودھری ناصر احمد صاحب ابن مکرم چودھری محمد اشرف کاہلوں صاحب مرحوم مؤرخہ 21 اکتوبر 2022ء کو بعمر 87سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1985ء میں جرمنی آئے اور بیس سال بطور صدر جماعت Kirchhain و Mörfelden walldorf اور کچھ عرصہ انصاراللہ جرمنی کے تحت سو مساجد سکیم میں خدمت کی توفیق پائی۔ طالب علمی کے زمانہ میں فرقان فورس میں بھی شامل رہے۔

آپ خاموش طبع اور نمود ونمائش کے بغیر جماعتی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔نماز باجماعت ادا کرنے والے اور تہجد گزار تھے۔

27 اکتوبر 2022ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازرہِ شفقت نے اسلام آباد میں نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم کا جنازہ 30 اکتوبر کو ربوہ پہنچا جہاں مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مربی ومفتی سلسلہ نے صدر انجمن احمدیہ کے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی روز بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔قبر کی تیاری کے بعد مکرم ملک مسعود احمد خالد صاحب ناظر اشاعت نے دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

(مبشر احمد کاہلوں۔حلقہ Nordweststadt فرانکفرٹ)

مکرم ندیم احمد بھٹی صاحب

خاکسار کے ابّاجان مکرم ندیم احمد بھٹی صاحب ابن مکرم منیر احمد بھٹی صاحب مؤرخہ 10 اکتوبر 2022ء بعمر 50سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے دادا حضرت صوفی علی محمد صاحبؓ المعروف بابا وصایا حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔

آپ جون 1989ء میں جرمنی آئے اور اس وقت سے تادمِ وفات بطور سیکرٹری مال، تحریک جدید، وقفِ جدید خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک انسان تھے۔جلسہ سالانہ کی تیاری اور وائنڈ اپ میں ذوق وشوق سے حصہ لیتے تھے۔ 2001ء کے انٹرنیشنل جلسہ پر کچن کا بہت سا سامان برطانیہ سے آیا تھا جو واپس بھی جانا تھا۔ وائنڈاپ کے آخری دن امیر صاحب جرمنی نے کہا کہ کوئی دوست اپنے آپ کو پیش کریں جو یہ سامان لے کر آج ہی برطانیہ روانہ ہوجائیں تو آپ نے فوراً خود کو پیش کر دیا اور سامان لے کر روانہ ہوگئے۔

بیماری کے ایام میں بھی جماعتی خدمات بجالاتے رہے اور اپنی اولاد کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ میری بیماری کی وجہ سے جماعتی خدمت نہ چھوڑنا۔وفات سے چند روز قبل تک کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ اس وقت تک کرتے رہتے جب تک کہ آنکھیں نہ تھک جاتیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ 16 نومبر 2022ء کو مسجد احسان منہائیم میں ادا کی گئی جس کے بعد Brühl کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

(علیم احمد بھٹی۔جماعت Schwetzingen)

محترمہ راشدہ پروین صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ راشدہ پروین صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب مؤرخہ 29 ستمبر 2022ء ربوہ میں وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو بطور صدر لجنہ رجوعہ ضلع منڈی بہاؤالدین جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ نومبر 2014ء میں جرمنی آگئیں۔ آپ نماز کی ادائیگی اور قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرنے والی سادگی پسند خاتون تھیں۔

آپ کی نماز جنازہ 30 ستمبر 2022ء کو دارالنصر غربی ربوہ میں ادا کی گئی جس کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی سوگواری چھوڑی ہے۔

(امتیاز احمد جماعت Augsburg)

مکرم خواجہ منور احمد صاحب

مکرم خواجہ منور احمد صاحب ابن حضرت خواجہ محمد شریف صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ مؤرخہ 12 نومبر 2022ء کو بعمر 75سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے،اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے میٹرک تک تعلیم قادیان میں ہی حاصل کی اس کے بعد زمینداری کے پیشے سے منسلک ہوگئے۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ثالثی فیصلہ جات کی کمیٹی میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ ربوہ میں دفتر صدر عمومی اور امورعامہ کی پانچ رُکنی کمیٹی میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ 2016ء میں Heidelberg اور پھر 2018ء سے تادمِ وفات Eidelstedt ہیمبرگ میں مقیم رہے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 8 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔مؤرخہ 13 نومبر کو مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے مسجد فضل عمر ہمبرگ میں نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ گاہ میں مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور Öjendorf کے قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔

(طاہر محمود۔نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی ہمبرگ)

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی خالہ اور خوش دامن محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد اسماعیل صاحب مؤرخہ 27 نومبر 2022ء کو ربوہ میں بعمر 85 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار اور خلافتِ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مسجد مہدی ربوہ میں ادا کی گئی اور مؤرخہ 30 نومبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں 2 بیٹے 7 بیٹیاں 17 نواسے نواسیاں 6 پوتے پوتیاں اور 12 پڑنواسے پڑنواسیاں چھوڑی ہیں۔ (عبدالباسط جماعت Köln)

جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت تعمیر ہونے والی مساجد

مسجد خیبر Pfungstadt

مسجد ناصر Waiblingen

زیر تعمیر مسجد محمود Erfurt

تصاویر بشکریہ شعبہ سو مساجد جرمنی

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 23 | ISSUE 12 | DECEMBER 2022

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de